بعدِ وصال کراماتِ اولیاء، مزار پر چادر چڑھانے اور گنبد بنانے کا بیان

کَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ بنام

فیضانِ مزاراتِ اولیاء

مؤلف

علامہ عارف باللہ، ناصح الائمہ، صاحبِ کراماتِ کثیرہ

امام عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ

مکتبۃ المدینہ

بعدِ وصال کراماتِ اَولیاء، مزار پر چادر چڑھانے اور گنبد بنانے کا بیان

ترجمہ بنام

فیضانِ مزاراتِ اَولیاء

مُؤَلِّف

علامہ عارف باللہ، ناصح الامہ، صاحب کرامات کثیرہ

امام عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی دِمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ ھ

مع مقدمہ

فیضانِ کمالاتِ اَولیاء

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب :

ترجمہ : فیضانِ مزاراتِ اَولیاء (مع مقدمہ)

مصنف : علامہ عارف باللہ امام عبدالغنی نابُلُسی علیہ رحمۃ اللہ القوی

مترجمین : مدنی علماء (شعبہ تراجمِ کتب)

سن طباعت : شَعْبَانُ الْمُعَظَّم ۱۴۳۰ھ بمطابق اگست 2009ء

قیمت :

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ حوالہ نمبر: ۱۶۳

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ رسالہ ''**کشف النور عن اصحاب القبور**'' کے ترجمہ

''**فیضانِ مزاراتِ اَولیاء**'' (مع مقدمہ)

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

12 - 08 - 2009

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''فیضانِ اَولیاء'' کے 11 حروف کی نسبت سے
اس کتاب کو پڑھنے کی ''11 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: ''نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث:٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دو مَدَنی پھول: ﴿١﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿٢﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿١﴾ ہر بار حمد و ﴿٢﴾ صلوٰۃ اور ﴿٣﴾ تعوُّذ و ﴿٤﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ ﴿٥﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالعہ کروں گا۔ ﴿٦﴾ حتَّی الْوَسْعْ اِس کا باوُضُو اور قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿٧﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿٨﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھوں گا۔ ﴿٩﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ ﴿١٠﴾ اس حدیثِ پاک ''تَھَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالك، ج٢، ص٤٠٧، الحدیث:١٧٣١) پرعمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ ﴿١١﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمدللّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

"**المدینۃ العلمیۃ**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بَشُمُول "**المدینۃ العلمیہ**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اِسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے، تمام ادیان میں صرف اور صرف اسلام ہی دینِ حق ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۟ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (پ۳،اٰل عمران:۱۹)

مفسّرِ شہیر، حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی۱۳۹۱ھ) ''تفسیر نورُ العرفان'' میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا دینِ محمدی کے سوا تمام دین باطل ہیں، بعض وہ ہیں جو پہلے سے ہی باطل تھے جیسے مشرکین کا دین، بعض وہ جو پہلے حق تھے اب منسوخ ہوکر باطل ہوگئے جیسے یہودیت، نصرانیت۔ سورج کے ہوتے ہوئے کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ بغیر اِسلام قبول کئے کوئی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔''

پھر دینِ اِسلام کے ماننے والے بھی 73 گروہوں میں بٹ گئے۔ اور ان میں بھی حدیث پاک کے مطابق صرف اور صرف ایک گروہ یعنی ''اہلِ سنت وجماعت'' ہی حق پر ہے۔ چنانچہ،

حضور نبی غیب داں، مالکِ دو جہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی گئی: ''نجات پانے والا گروہ کون سا ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ جو میرے اور میرے صحابۂ کرام کے طریقے پر ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ، الحدیث:۲۶۴۱، ص۱۹۱۸)

مطلب یہ کہ نجات پانے والے وہی لوگ ہوں گے جو حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت والے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی جماعت کے پیروکار ہوں گے۔ انہی کو **''اہل سنّت وجماعت''** کہا جاتا ہے۔(اشعة اللمعات ،ج ١، ص ١٥٣۔ مراۃ المناجیح ، ج ١، ص ١٧٠ ملخصًا) اس سے **معلوم** ہوا کہ جس طرح دین اسلام کے سوا باقی تمام ادیان باطل ہیں۔ اسی طرح دین اسلام میں **''اہل سنت وجماعت''** کے علاوہ باقی تمام گروہ باطل اور حقیقتاً عقائدِ اسلامیہ سے منحرف ہیں۔

اور ان عقائدِ اسلامیہ میں سے ایک عقیدہ **''اولیاء کرام کی کرامات کا حق و ثابت ہونا''** بھی ہے۔خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات پاچکے ہوں کیونکہ موت کے سبب ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی جیسے موت کے سبب نبی کی نبوت زائل نہیں ہوتی۔(الحدیقة الندیة ،ج ١، ص ١٩٢) ۔چنانچہ، حضرت سیدنا امام فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ٦٠٦ھ) روایت نقل فرماتے ہیں: ''اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقُلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ یعنی بے شک اللہ عزَّوجلَّ کے اولیاء مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوجاتے ہیں۔''(التفسیر الکبیر، پ ٤، آل عمران ، تحت الایة:١٦٩،ج٣ ،ص٤٢٧) اس حقیقت کے باوجود کئی گمراہ فرقے اس اسلامی عقیدہ کے منکر ہیں اور قرآن وحدیث کی من مانی تفسیر وشرح کرکے، فاسد عقلی دلیلوں اور گمراہ کن پروپیگنڈا سے بھولے بھالے مسلمانوں کو اس عقیدہ سے منحرف کرتے اور مزارات اولیاء اور ان کی برکات سے متنفر کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل المعروف امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ٢٥٦ھ) **''بخاری شریف''** میں نقل فرماتے ہیں کہ ''وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ انْطَلَقُوْا اِلٰی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں اور بے دینوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے کہ ''یہ بدنصیب کفار کے متعلق نازل شدہ آیات مومنین پر چسپاں کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری ، کتاب استتابة المرتدین......الخ ،باب قتل الخوارج......الخ ،ص٥٧٨)

آج بھی بدمذہبوں کا یہی حال ہے کہ اپنی تقریر وتحریر میں ہمیشہ بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو حضرات انبیاء کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام پر چسپاں کرتے اور کفار ومشرکین کی آیات مسلمانوں پر پڑھتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ، ج٥، ص٢٦٣ ملخصًا)

پیشِ نظر کتاب ''فیضانِ مزاراتِ اولیاء'' خَاتَمَةُ الْفُقَهَاء وَالْمُحَدِّثِیْن امام سید محمد امین بن عمر المعروف ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ١٢٥٢ھ) کے استاذ، عارف باللہ، ناصح الامہ، حضرت سیدی علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ١١٤٣ھ) کی خاص اسی موضوع پر تصنیف '' کَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر'' کا اردو ترجمہ ہے جس میں انہوں نے بعدِ وصال کراماتِ اولیاء کا ثبوت، حضرات اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبور پر مزارات بنانا، ان کی تعظیم کرنا، ان پر چادریں چڑھانا اور نذر ونیاز کرنا وغیرہ ایسے اُمور کے متعلق اِسلامی عقائد و شرعی احکام کو بہترین اور تحقیقی انداز میں بیان فرمایا ہے۔

کتاب کی ابتداء میں ایک مقدمہ بنام ''فیضان کمالات اولیاء'' شامل کیا گیا ہے جس میں حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے قرآن وحدیث میں مذکور فضائل، شریعت وطریقت کا ایک ہونا، ولایت کی تعریف واقسام، ولی کی تعریف واقسام، کرامت کی تعریف واقسام، معجزہ اور کرامت میں فرق، کرامت اور استدراج میں فرق، قرآن وحدیث میں کرامت کا بیان، اولیائے اُمت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام

سے بکثرت کرامات کے ظہور میں حکمت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں سے دشمنی کی آفات وغیرہ اُمور کو بیان کیا گیا ہے تا کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی حقیقی معرفت و محبت دل میں اُجاگر ہو، ان سے وابستہ اِسلامی عقائد ونظریات کا شعور حاصل ہو نیز دلوں پر پڑے بغض وعناد کے دبیز پردے چاک ہوں اور قلوب واذہان ''**کمالات اولیاء**'' کے فیضان سے نورانی بن جائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے ''شعبہ تراجمِ کتب'' کے مدنی علماء کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کاوشوں سے اس کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **پیارے حبیب** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُر خلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کا دخل ہے۔

ترجمہ کے لئے ''مکتبہ نوریہ رضویہ'' سردار آباد (فیصل آباد) پاکستان کا نسخہ (مطبوعہ ۱۹۷۷ء) استعمال کیا گیا ہے۔اور درج ذیل اُمور کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہے:

﴿۱﴾...... سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی اچھی طرح سمجھ سکیں۔

﴿۲﴾...... آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن **کنزالایمان** سے لیا گیا ہے۔

﴿۳﴾......بیان کردہ احادیثِ مبارکہ کی تخریج کا حتی المقدور اہتمام کیا گیا ہے۔

﴿۴﴾......بعض مقامات پر مفید حواشی اور اکابرینِ اہلسنّت کی تحقیق کو درج کر دیا ہے۔

﴿۵﴾......اَولیاء عظام و علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور شہروں وغیرہ کے ناموں پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے۔

﴿۶﴾......کئی مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی ہلالین (brackets) میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

﴿۷﴾......تلفظ کی درستی کے لئے مشکل و غیر معروف الفاظ پر اعراب کا التزام کیا گیا ہے۔

﴿۸﴾......موقع کی مناسبت سے جگہ بہ جگہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

﴿۹﴾......علاماتِ ترقیم (رُموزِ اوقاف) کا بھی بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔

﴿۱۰﴾......مقدمہ "**فیضان کمالات اولیاء**" اور رسالہ "**فیضان مزارات اولیاء**" دونوں کی الگ الگ فہرست بنائی گئی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ ہمیں "**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**" کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول "مجلس المدینة العلمیة" کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فہرست (فیضانِ کمالاتِ اولیاء)

فہرست (فیضانِ مزاراتِ اولیاء)

مزار پر حاضری کا طریقہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 419 صفحات پر مشتمل کتاب، ''**مدنی پنج سورہ**'' کے صَفْحہ413 پر ہے: ''بزرگوں کے پاس قدموں کی طرف سے حاضر ہونا چاہیے، پیچھے سے آنے کی صورت میں انہیں مڑکر دیکھنے کی زحمت ہوتی ہے۔لہٰذا مزارِ اولیاء پر بھی پَائِنْتِی (قدموں) کی طرف سے حاضر ہوکر قبلہ کو پیٹھ اوصاحب مزار کے چہرے کی طرف رُخ کر کے کم ازکم چار ہاتھ (دوگز) دور کھڑا ہو اور اس طرح سلام عرض کرے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاوَلِیَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. ایک بار سورۃ الفاتحہ اور ۱۱بار سورۃ الاخلاص (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ایصال ثواب کرے اور دُعا مانگے ''اَحسن الوعاء'' میں ہے، ولی کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے۔(ملخصًا)

مقدّمہ

''فیضانِ کمالات اولیاء''

تمام خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو اپنی مخلوق پر اِنعام واِکرام کی پیہم بارش برسا رہا ہے۔ اس نے اپنے لطف وکرم سے اپنے بندوں میں سے بعض کو پسند فرما کر خاص کرلیا اور انہیں اپنے محبوب اعظم، رسول اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے واسطے سے اپنی محبوبیت کا اعزاز بخشا۔ تو یہی وہ لوگ ہیں جن سے زمانے کی زینت قائم ہے۔ جن کی معرفت کی مہک نے تمام عالم کو معطر کر رکھا ہے۔ جن کے دل ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جھکے رہتے ہیں۔ جو اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اپنی خواہشات کو قربان کر کے خوش دلی سے آزمائشوں کو قبول کرتے ہیں حتی کہ اس راہ میں اپنی جانوں تک کو قربان کر دیتے ہیں۔ اُن کو خزانے پیش کیے جاتے ہیں مگر وہ ٹھکرا دیتے ہیں۔ دُنیا ان پر فدا ہونے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ اس سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ شیطان ان پر اپنے مکر وفریب کا جال ڈالنے کی کوشش کرتا ہے مگر اس کا ان پر کوئی بس نہیں چلتا اور نہ وہ انہیں دھوکا دے سکتا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنے کرم سے محفوظ کر دیا ہے۔ لوگ کھاتے ہیں اور یہ بھوکے رہتے ہیں۔ لوگ سو جاتے ہیں اور یہ اپنے مالک ومولی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قیام وسجود میں رات بسر کرتے ہیں۔ یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کے سروں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ولایت کا تاج سجایا، انہیں اپنی معرفت وپہچان عطا فرمائی، انہیں اپنے بھیدوں (یعنی رازوں) سے آگاہی بخشی، ان کے دلوں پر خاص تجلّی ڈال کر انہیں چمکتا آفتاب بنا دیا اور ان کو بصارت اور بصیرت یافتہ کر دیا۔ یعنی وہ بابرکت ہستیاں جنہیں ہم ''اولیاء اللہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں کہ جب ان میں سے کسی ولی کا نام

زبان پر آتا ہے تو منہ سے بے ساختہ ''رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' نکلتا ہے۔

یہ قدسی حضرات کیسی اعلیٰ شان کے مالک ہیں کہ ان کے فضائل وکمالات، خود خالقِ کائنات نے اپنی مقدس کتاب ''قرآن مجید فرقان حمید'' میں اور اپنے محبوبِ ذیشان، مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان حقیقت ترجمان سے بیان فرمائے ہیں۔ یہاں چند آیات طیبہ اور احادیث مبارکہ تفسیر وتشریح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

فَضَائِلِ اَوْلِیَاء پر آیاتِ مُبَارَکَہ

ولی کے لئے ایمان وتقویٰ شرط ہے:

﴿۱﴾......اللہ عزَّوَجلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

(پ ۱۱، یونس: ۶۲۔۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (متوفی ۱۳٦۷ھ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی پاکی ہی بیان کرے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے

اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور دل کی آنکھوں سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔''

(خزائن العرفان فی تفسیرالقرآن ، پارہ ۱۱، سورۃ یونس ، تحت الآیۃ :۶۲)

﴿۲﴾......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ ترجمۂ کنزالایمان: اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔ (پ۹،الانفال:۳۴)

معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے لئے سب سے پہلے ایمان اور پھر تقوی و پرہیزگاری شرائط کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا کوئی بے دین اور فاسق و فاجر شخص ولی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ، مفسر شہیر حکیم الاُمت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی۱۳۹۱ھ) اس دوسری آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''کوئی کافر یا فاسق ولی نہیں ہوسکتا۔ ولایتِ الٰہی ،ایمان وتقوی سے میسر ہوتی ہے۔ یہ فائدہ ''اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ'' کی دوسری تفسیر سے حاصل ہوا جبکہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اللہ کے اولیاء صرف پرہیزگار لوگ ہیں۔ رب تعالیٰ (پارہ ۱۱،سورۂ یونس کی آیت ۶۲ میں) اولیاء اللہ کے متعلق فرماتا ہے : اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ (ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔) اچھی بارگاہ کے لئے اچھے بندے منتخب ہیں۔''

(تفسیرنعیمی، پارہ ۱۱، سورۃ الانفال، تحت الآیۃ ۳۴،ج۹،ص۵۴۳)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض حضرات ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مریم عَلَیۡہَا السَّلَام کہ حضرت زکریا عَلَیۡہِ السَّلَام کی بارگاہ میں 4 سال کی عمر میں پہنچ کر تقویٰ اختیار نہ کیا تھا مگر ولیہ

تھیں۔اور حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے۔“

(نورالعرفان فی تفسیرالقرآن ، پارہ ١١، سورۃ یونس، تحت الآیۃ :٦٣)

نیز مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت ،حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (متوفی ١٣٦٧ھ) پہلی آیتِ مبارکہ کے تحت نقل فرماتے ہیں: ”ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہواور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔“ (خزائن العرفان فی تفسیرالقرآن ، پارہ١١،سورۃ یونس، تحت الآیۃ :٦٢)

ولی کبھی شریعت سے نہیں ٹکراتا اور نہ ہی اس کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ گناہ تو دور کی بات،اس کی تو مشکوک ومشتبہ چیزوں سے بھی حفاظت کی جاتی ہے۔چنانچہ،

محقق اہلسنّت ،حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ١٣٥٠ھ) فرماتے ہیں: ”اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کھانے ،پانی اور لباس کی حفاظت کی جاتی ہے۔حرام تو دور کی بات ہے ان کے جسموں تک تو کوئی شک وشبہ والی شئے بھی نہیں پہنچتی ۔اور یہ حفاظت کرنا اس تعلق سے ہوتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے دل میں یا اس شے میں ڈال دیتا ہے جو حرام یا مشتبہ ہوتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ایسا ہی حال تھا کہ اگر ان کے سامنے مشکوک وشبہ والا کھانا لایا جاتا تو ان کی انگلی کی ایک رگ پھڑک اٹھتی۔ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شکمِ اطہر میں تھے تو والدہ کا ہاتھ کسی مشتبہ کھانے کی طرف نہیں بڑھتا تھا بلکہ ہاتھ خود بخود پیچھے ہٹ جاتا تھا۔بعض اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ مشتبہ کھانا دیکھتے تو جی متلانا اور قے آنا شروع ہو جاتی تھی۔بعض نفوس قدسیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے سامنے شبہ والا کھانا خون بن جاتا۔کئی بزرگ رحمہم اللہ تعالیٰ اسے کیڑوں کی صورت میں پاتے ۔کچھ کے سامنے مشتبہ کھانے پر سیاہی چھا جاتی اور بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مشکوک کھانے کو خنزیر

کی شکل میں دیکھتے۔اسی طرح ان کے علاوہ دیگر علامات پیدا ہو جاتیں۔''

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمة الکتاب، المطلب الثانی، ج ١، ص ٥٧)

ولی کے لئے بقدرِ ضرورت علم شرط ہے:

پیارے اسلامی بھائیو! ابھی اولیاء کرام کے فضائل کے ضمن میں بیان ہوا کہ ولی کے لئے ایمان اور تقوی دونوں شرط ہیں اور ظاہر ہے کہ ایمان کی حفاظت اور فسق وفجور سے بچنے کے لئے ولی کے پاس بقدرِ ضرورت علم ہونا بھی لازم ہے لہٰذا یہ بھی ولایت کے لئے شرط ٹھہرا۔اس لئے کوئی جاہل شخص کبھی ولی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ، مجدد اعظم ، سیِّدُ نا اعلیٰ حضرت ،امامِ اہلسنَّت ،حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ١٣٤٠ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علمِ ظاہر نہیں رکھتا علمِ باطن کہ اس کا ثمرہ ونتیجہ کیونکر پاسکتا ہے۔''

(فتاویٰ رضویه ، ج ٢١ ،ص ٥٣٠)

فَضَائِلِ اَوْلِیَاء پر اَحَادِیْثِ مُبَارَکَه

پہلی حدیث پاک:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی ٔکریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے جتنا میرا قرب حاصل کرتا ہے اس کی مثل کسی دوسرے عمل سے حاصل نہیں کرتا (ایک روایت میں یوں ہے: میرا بندہ کسی ایسی شئے سے میرا قرب نہیں پاتا جو فرض کو ادا کرنے سے زیادہ پسند ہو) اور میرا بندہ نوافل (کی

کثرت) سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب مَیں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو مَیں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتا ہے اور مَیں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور مَیں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں تردد نہیں جسے میں کرتا ہوں۔ میں کسی کام کے کرنے میں کبھی اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح جانِ مؤمن قبض کرتے وقت تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب التواضع، الحدیث ۶۵۰۲، ص ۵۴۵)

حدیث پاک کی شرح:

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۶۰۶ھ) نے ''تفسیر کبیر''، محقق علی الاطلاق حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے ''شرح فتوح الغیب'' اور حضرت سیِّدُنا قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ) نے ''شفاء شریف'' میں اس حدیث پاک کا معنیٰ ومقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنے آپ کو اللہ رَبُّ العزت کے عشق ومحبت والی آگ میں جلا کر فنا کر دیتا ہے اور نفسانیت وانانیت والا زنگ اور میل کچیل دور ہوجاتا ہے اور انوارِ الٰہیہ سے اس کا بدن منور ہوجاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے انوار ہی سے دیکھتا ہے اور انہی کی بدولت سنتا ہے، اس کا بولنا انہی انوار کے ذریعے ہے اور اس کا چلنا پھرنا اور پکڑنا مارنا انہی سے ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی

کے مبارک الفاظ میں حدیثِ قدسی کا معنی اور منصبِ محبوبیت کی عظمت کا بیان سنئے ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِذَاصَارَنُوْرُجَلَالِ اللّٰہِ لَہٗ سَمْعًا سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَاصَارَنُوْرُجَلَالِ اللّٰہِ لَہٗ بَصَرًا رَاٰی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَذَالِکَ النُّوْرُیَدًالَہٗ قَدَرَعَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّھْلِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ ترجمہ: اللہ رَبُّ العزت کا نورِجلال جب بندۂ محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ ہر آواز کو سن سکتا ہے نزدیک ہو یا دور، اور آنکھیں نورِجلال سے منور ہو جاتی ہیں تو دور و نزدیک کا فرق ختم ہو جاتا ہے یعنی ہر گوشۂ کائنات پیشِ نظر ہوتا ہے اور جب وہی نور بندہ کے ہاتھوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو قریب و بعید اور مشکل و آسان میں اسے تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔'' (التفسیرالکبیر، سورۃ الکھف ، تحت الایۃ:۹تا ۱۲،ج۷، ص۴۳۶)

(اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے ولیوں کو دور سے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور کس طرح بے جان چیزوں کو اُن کے تابع فرمان کر دیتا ہے)

(1)......امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدُنا ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے لشکر کو نہاوند کے مقام پر مدینہ منورہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے چودہ سو (1400) میل کی مسافت سے دشمنوں کے گھیرے میں آتے ہوئے دیکھ کر فوراً رہنمائی فرمائی اور آواز دی: ''یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل یعنی اے ساریہ! پہاڑ کا خیال کرو۔'' ادھر انہوں نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر دشمن سے اپنے آپ کو بچالیا۔ (کنز العمال ،کتاب الفضائل، باب فضائل الفاروق رضی اللّٰہ عنہ ، الحدیث ۳۵۷۸۳،ج ۱۲، ص ۲۵۶ ملخصًا)

(2)......حضرتِ سیّدُنا غوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِاللّٰہِ جَمْعًا ۔۔۔ کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

(**ترجمہ**: میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔)

اورارشادفرماتے ہیں:"نَظرِمَن درلوحِ محفوظ اَست"(یعنی میری نظرلوح محفوظ پر ہے۔)

(3)......امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کو اپنے رُقعہ سے جاری فرمادیا جواس وقت تک پانی سے لبریز نہیں ہوتا تھا جب تک اس میں نوجوان لڑکی کونہ پھینکا جاتا تھا۔ حضرتِ سیِّدُ ناعمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حکم دیا کہ ''اگرتو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو بے شک خشک رہ جا، ہمیں تیری ضرورت نہیں ہے اوراگرتو اللہ تعالیٰ کی مرضی سے چلتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمائے۔'' چنانچہ، جب آپ کا رقعہ جس پر یہ الفاظ درج تھے، دریا میں ڈالا گیا تو وہ فوراً طغیانی پر آگیا اورلبالب بھرگیا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر، ج ۱۰، ص ۴۱۵)

(4)......مدینہ طیبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا میں آگ لگ گئی جسے کسی طرح بھی بجھایا نہ جاسکا تو امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمر رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ''اُسْکُنِیْ یَانَارُ یعنی اے آگ! ٹھہرجا۔'' لکھ کرخادم کودیا۔اس نے وہ کاغذ کاٹکڑا آگ میں پھینکا تو یوں معلوم ہوا کہ یہاں آگ لگی ہی نہ تھی۔

(5)......ایک دفعہ زلزلہ آیااورمکانات لرزنے لگے اور بہت بڑی تباہی کا خطرہ پیدا ہو گیا تو امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نافاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دُرہ (یعنی کوڑا) زمین پرزورسے مارااورارشادفرمایا:''اے زمین! ٹھہرجا۔'' آج تک وہاں زلزلہ نہیں آیا۔

(ماخوذازکوثرالخیرات لسیدالسادات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات، ص ۳۴۲)

دوسری حدیث پاک:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''بے شک

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں، نہ شہید لیکن قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان کو ملنے والے رتبے پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''ہمیں ان کے اعمال کے بارے میں بتائیں تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں! آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی رشتہ داری اور لین دین کے محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے۔ جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے تو انہیں خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔'' پھر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (پ ۱۱، یونس: ۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی الرھن، الحدیث ۳۵۲۷، ص ۱۴۸۵۔ التمھید لابن عبدالبر، تحت الحدیث ۴۶۰، ج ۷، ص ۱۹۰)

حدیث پاک کی شرح:

حکیم الاُمت، حضرت مولانا مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''یا تو یہاں ''غبط'' سے مراد ہے خوش ہونا۔ تب تو حدیث واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) ان لوگوں کو اس مقام پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور ان لوگوں کی تعریف کریں گے (مرقات) اور اگر ''غبطہ'' بمعنی رشک ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر حضرات انبیاء وشہداء کسی پر رشک کرتے تو ان پر کرتے تو یہ فرضی صورت کا ذکر ہے (اشعۃ اللمعات) یا یہ رشک

اپنی امت کی بنا پر ہوگا کہ اُمتِ محمدیہ (عَلٰی صَاحِبِہَاالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) میں یہ لوگ (یعنی اولیاء وصالحین) ایسے درجے میں ہیں کہ ہماری امت میں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ وہ حضرات اپنی امت کا حساب کرا رہے ہوں گے اور یہ لوگ آرام سے ان (نور کے) منبروں پر بے فکری سے آرام کر رہے ہوں گے تو حضرات انبیاء کرام (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) ان لوگوں کی بے فکری پر رشک کریں گے کہ ہم مشغول ہیں یہ فارغ البال۔ بہرحال اس حدیث سے یہ لازم نہیں (آتا) کہ یہ حضرات، انبیاء کرام سے افضل ہوں گے (مرقات واشعہ وغیرہ)۔(مراۃ المناجیح ،ج٦،ص ٥٩٢)

تیسری حدیث پاک:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بہت سے ضعیف، کمزور، بوسیدہ لباس والے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھالیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے اور براء بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی انہی میں سے ہیں۔''

(یہ پوری روایت آگے اس عنوان ''احادیث مبارکہ میں کرامات کا ذکر'' کے تحت ملاحظہ کیجئے)

(المستدرك، كتاب معرفة الصحابة ،باب ذكر شهادة البراء بن مالك ، الحديث ٥٣٢٥ ،ج٤،ص ٣٤٠ تا ٣٤١)

حدیث پاک کی شرح:

حکیم الاُمت، حضرت مولانا مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس فرمان عالی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں کہ ایک یہ کہ وہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کوئی چیز مانگے کہ خدایا!

تجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی! یہ کردے تو رب تعالیٰ ضرور کردے۔ یہ ہے بندہ کی ضد اپنے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) پر۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ بندہ خدا(عَزَّوَجَلَّ) کے کام پر قسم کھا کر لوگوں کو خبر دے دے تو خدا(عَزَّوَجَلَّ) اس کی قسم پوری کردے۔ مثلاً وہ کہہ دے کہ خدا(عَزَّوَجَلَّ) کی قسم! تیرا بیٹا ہوگا۔ یارب (عَزَّوَجَلَّ) کی قسم! آج بارش ہوگی تو رب تعالیٰ ان کی زبان سچی کرنے کے لئے یہ کردے۔ بعض لوگ بزرگوں کی زبان سے کچھ کہلواتے ہیں: حضور! کہہ دو کہ تیرے بیٹا ہوگا۔ کہہ دو کہ تُو مقدمہ میں کامیاب ہوگا۔ اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے (از اشعة اللمعات)۔

(مراۃ المناجیح، ج٦، ص ٥٩٢)

چوتھی حدیث پاک:

حضرت سیّدُنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، بِاِذْنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مخلوق میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تین سو بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم کے دل پر ہیں۔ چالیس کے دل حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دل پر اور سات کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دل پر، پانچ کے دل حضرت جبرائیل کے دل پر ہیں اور تین افراد کے دل حضرت میکائیل کے دل کے مشابہ ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے ایک بندۂ خاص کا دل حضرت اسرافیل (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے دل پر ہے۔ جب اس بندۂ خاص کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان تین میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔ اور جب ان تین میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ ان پانچ میں سے ایک کو مقرر فرما دیتا ہے جب پانچ میں سے کسی ایک کا وصال ہوتا ہے تو سات میں

سے کسی ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے۔ جب ان سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ دے دیتا ہے۔ جب ان چالیس میں سے کوئی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو تین سو میں سے کسی کے ذریعے اس خلا کو پُر فرما دیتا ہے۔ اور جب ان تین سو میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ عام لوگوں میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔ پس انہی اولیاء کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کو زندگی اور موت عطا فرماتا، انہی کے طُفیل بارش ہوتی، فصلیں اُگتی اور انہی کی بدولت مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئ: ''ان کے سبب لوگوں کو زندگی اور موت کیسے ملتی ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''یوں کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کثرتِ اُمت کا سوال کرتے ہیں تو اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ظالموں کے خلاف دعا کرتے ہیں تو ان کو نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔ بارش طلب کرتے ہیں تو بارش برسا دی جاتی ہے۔ نباتات کے اُگنے کا سوال کرتے ہیں تو ان کے لئے زمین فصلیں اُگا دیتی ہے۔ وہ دعا کرتے ہیں تو مختلف قسم کے مصائب ان کی دعا کی وجہ سے دور کر دیئے جاتے ہیں۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر، باب ان بالشام یکون الابدال......الخ، ج ۱، ص ۳۰۳)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فرامین خداو مصطفیٰ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کس پیارے انداز میں اولیاء کرام کی شان وعظمت، مقام ومرتبہ اور تصرفات واختیارات کو بیان کر رہے ہیں۔ یہ تو چند آیات واحادیث ہیں۔ ان کے علاوہ بھی قرآن مجید کی بہت سی آیات طیبہ اور بے شمار احادیث مبارکہ ایسی ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کے شان ومرتبہ کو بیان کرتی ہیں۔

جعلی پیروں کی مذمت کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

جہاں حقیقی اولیاء کرام، قرآن وسنت اور اپنے روحانی فیوض وبرکات سے اپنے مریدین ومعتقدین کی مذہبی واخلاقی اور ظاہری وباطنی تربیت فرماتے ہیں وہاں آج کل بعض نام نہاد جعلی پیر فقیر ولایت کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہوئے ان کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں اور انہیں گمراہی کے راستے پر ڈال دیتے ہیں اور خود ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب ان سے کسی شرعی معاملہ جیسے نماز وغیرہ سے متعلق پوچھا جاتا ہے تو (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی) کہہ دیتے ہیں: ''ہم شریعت کے پابند نہیں بلکہ شریعت ہماری پابند ہے۔'' کوئی یہ بکتا ہے: ''تم شریعت پر چلو، ہمارا طریقت کا راستہ اس سے الگ ہے۔ تم ظاہری احکام پر عمل کرتے ہو جبکہ ہم باطنی علوم پر عمل پیرا ہیں۔'' اور بعض یہ حیلہ سازی کرتے ہیں: ''میاں! ہم تو مدینے میں نماز پڑھتے ہیں۔ میاں! نماز تو روحانیت کا نام ہے، جو دِل میں ہوتی ہے، ہمارے دل نمازی ہیں'' وغیرہ وغیرہ۔ ایسے خبیث صفت لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسوں سے اپنا ایمان وعقیدہ محفوظ رکھنا فرض ہے کہ کہیں یہ لٹیرے ہمارا ایمان بھی نہ برباد کر دیں۔ کیونکہ عام طور پر ان کے شنیع اقوال وعقائد، کفر وگمراہی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور ان سے دور رہنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اہلسنّت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''**شریعت سے طریقت جدا نہیں۔**'' چنانچہ،

مجددِ اعظم، امامِ اہلسنّت، سیِّدُنا اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ١٣٤٠ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''شریعت حضور اقدس سید عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال، اور

معرفت حضور کے علوم بے مثال۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اِلٰی مَالَا يَزَال.“

(فتاوی رضويه، ج ۲۱، ص ٤٦٠)

شَرِیعَت اور طَرِیقَت کے ایک ہونے پر حقیقی اَولیاء عُظَّام کے فرامین

یہاں اِسلام کے ان عظیم ترین مشائخ طریقت اور حقیقت آشنا پیشواؤں کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جن کے ”اکابر اولیائے امت“ ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تا کہ سیدھی راہ سے منحرف جعلی پیروں اوران کے جاہل مریدوں پر روشن ہوجائے کہ ”شریعت سے طریقت جدا نہیں۔“

(1)......حضرت سیّدُ نا جُنَید بَغدادِی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فرمان:

گروہِ صوفیا کے سردار، **طریقت وحقیقت** کے امام حضرت سیّدُ نا ابوقاسم جنید بن محمد **بغدادی** (المعروف جنید بغدادی) علیہ رحمۃ اللہ الہادی (متوفی ۲۹۷ھ) فرماتے ہیں:

”اللہ عَزَّوَجَلَّ **تک پہنچانے والے تمام راستے ہر شخص پر بند ہیں سوائے اس شخص کے جو حضور نبیِّ اکرم، شفیعِ معظّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے طریقہ کی اتباع و پیروی کرے۔“ نیز ارشاد فرمایا کہ ”جس نے قرآن پاک کو یاد نہ کیا اور حدیث نبوی کو (کتاب یا دل میں) جمع نہ کیا اس کی اقتداء وپیروی نہ کی جائے۔ کیونکہ ہمارا یہ علم اور (طریقت کا) راستہ قرآن وسنت کا پابند ہے۔“**

(الرسالة القشيرية، ابو القاسم الجنيد بن محمد، ص ٥٠)

(2)......حضرت سیّدُ نا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیّدُ نا ابوالحسن سری بن مغلس سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۲۵۳ھ)

فرماتے ہیں: ''تصوف تین وصفوں کا نام ہے (۱)......اس (صوفی) کا نورِ معرفت اس کے نورِ وَرَع کو نہ بجھائے (۲)......باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر سنت کے خلاف ہو (۳)......کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام فرمائیں۔'' (المرجع السابق، ص۲۸)

(3)......حضرت سیِّدُنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُنا عمی بسطامی کے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرتِ سیِّدُنا ابویزید بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۲۶۱ھ یا۲۳۴ھ) نے مجھ سے فرمایا: ''چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے خود کو ولایت کے ساتھ مشہور کر رکھا ہے۔'' وہ ایسا شخص تھا جس سے حصولِ برکت کی خاطر ہر طرف سے لوگ آتے تھے۔ اور وہ زُہد و تقویٰ سے مشہور تھا۔ چنانچہ، زیارت اور حصولِ برکت کے لئے ہم بھی وہاں گئے۔ اس وقت وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا۔ قبل اس کے کہ کوئی بات ہوتی اتفاقاً اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ یہ دیکھ کر حضرتِ سیِّدُنا ابویزید بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فوراً واپس آ گئے اور اسے سلام تک نہ کیا اور ارشاد فرمایا: ''یہ شخص رسولِ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آداب میں سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں تو پھر جس ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔'' (المرجع السابق، ص۳۸)

(4)......حضرتِ سیِّدُنا ابویزید بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۲۶۱ھ یا۲۳۴ھ) نے ہی ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ کرامات دیا گیا ہو حتی کہ وہ ہوا پر چار زانو بیٹھ جائے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ امر و نہی (یعنی فرض و واجب اور حرام و مکروہ)، حدودِ الٰہی کی حفاظت اور شریعت پر عمل میں اس کا حال کیسا ہے۔'' (المرجع السابق، ص۳۸۔۳۹)

(5)... حضرت سیِّدُ نا ابوسلیمان دَارَانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوسلیمان عبدالرحمٰن بن عطیہ دارانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں: ''بارہا میرے دل میں تصوف کا کوئی نکتہ کئی کئی دنوں تک آتا رہتا ہے، مگر جب تک دو عادل گواہ یعنی قرآن اور سنت (یعنی حدیثِ پاک) اس کی تصدیق نہیں کرتے میں اسے قبول نہیں کرتا۔'' (المرجع السابق، ص ٤١)

(6)...... حضرت سیِّدُ نا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالفیض ثوبان بن ابراہیم المعروف ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۲۴۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی خاص علامت یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں اس کے محبوب، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اَخلاق، اَفعال، اَحکام اور سنتوں کی اتباع کرے۔'' (المرجع السابق، ص ٢٤)

(7)...... حضرت سیِّدُ نا بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُ نا ابونصر بشر بن حارث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۲۲۷ھ) فرماتے ہیں: ''مَیں ایک بار خواب میں حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے بشر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں تمہارے ہم عصر اولیاء سے زیادہ بلند مرتبہ کیوں عطا فرمایا؟'' مَیں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں اس کا سبب نہیں جانتا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس وجہ سے کہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو، صالحین کی خدمت کرتے ہو، اپنے اسلامی بھائیوں کی خیر خواہی (یعنی انہیں نصیحت) کرتے ہو اور میرے صحابہ کرام اور میرے اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے محبت کرتے ہو۔ یہی سبب

ہے کہ جس نے تمہیں ابرار کی منازل تک پہنچا دیا ہے۔‘‘

(الرسالة القشيرية ، ابو النصر بشر بن حارث حافی،ص ۳۱)

(8)......حضرت سیِّدُ نا اَحمد خراز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوسعید احمد بن عیسٰی خراز علیہ رحمۃ اللہ الغفّار (متوفی ۲۷۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’ہر وہ باطنی امر باطل و مردود ہے جس کی ظاہر مخالفت کرے۔‘‘

(المرجع السابق ،ص ٦١)

(9)......حضرت سیِّدُ نا ابوعبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۳۱۹ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’چار باتوں کے سبب چار قسم کے لوگوں سے اسلام چلا جاتا ہے: (۱) اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے (۲) جس کا علم نہیں اس پر عمل کرنے والے (۳) جس پر عمل ہے اس کا علم نہ سیکھنے والے اور (۴) دوسروں کو علم حاصل کرنے سے روکنے والے۔‘‘ (المرجع السابق ،ص ٥٦)

یہ تمام فرامین حضرتِ سیِّدُ نا عارف باللہ امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۴۶۵ھ) کی شہرہ آفاق تصنیف ’’الرسالۃ‘‘ المعروف ’’رسالہ قشیریہ‘‘ سے نقل کئے گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ کتاب اسلامی ممالک کے صوفیہ کی جماعت کے لئے ۴۳۷ھ میں لکھی۔ اس کتاب کے بارے میں حضرتِ سیِّدُ نا امام تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں: یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ’’یہ جس گھر میں ہو وہاں کوئی مصیبت و آفت نہیں آتی۔‘‘

(طبقات الشافعية الكبرى ، الطبقة الرابعة ، عبدالكريم بن هوازن ،٥، ٩٩)

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت:

ان تمام مبارک فرامین کی شرح کرنے کے بعد عارف باللہ، ناصح الامہ، صاحب کرامات کثیرہ حضرت سیدی علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۴۳ھ) اپنے نصیحت بھرے مخصوص انداز میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اے عقلمند! اے حق کے طلب گار! تعصب اور بے راہ روی چھوڑ کر بنظرِ انصاف دیکھ کہ یہ تمام نفوسِ قدسیہ (یعنی سید الطائفہ جنید بغدادی، سری سقطی، ابویزید بسطامی، ابوسلیمان دارانی، ذوالنون مصری، بشر حافی، ابوسعید خراز اور محمد بن فضل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) عظیم ترین مشائخ طریقت اور انوارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدہ وکشف کی راہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ تک پہنچے ہوئے، حقیقت آشنا عظیم پیشوا ہیں، یہ سب کے سب شریعتِ محمدیہ اور طریقۂ مصطفویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی ظاہر وباطن سے تعظیم کررہے ہیں۔ اور کیوں نہ کریں کہ یہ حضرات ان بلند وبالا مقامات اور درجات تک اسی تعظیم اور سیدھی راہِ شریعت پر چلنے کے سبب پہنچے ہیں۔ ان بزرگانِ دین اور ان کے علاوہ دیگر صوفیائے کاملین میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی ہو یا اس کو قبول کرنے سے باز رہا ہو بلکہ یہ سارے بزرگ ہر حکم شریعت کو تسلیم کرنے، اس پر ایمان لانے، اس کا علم رکھنے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص ان عظیم ہستیوں میں سے کسی کے بارے میں طعن وتشنیع کرتا ہے وہ یقیناً ان کے مقام کی معرفت سے بے خبر ہے۔ اور وہ جہالت وبے خبری کے ہاتھوں ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ دلوں کی بات جانتا ہے۔ نیز یہ حضرات قرآن وسنت کے معانی سے متعلق کشفِ ربانی والہامِ رحمانی کے ذریعے حاصل ہونے والے اپنے باطنی علوم کی بنیاد سیرتِ

محمدی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ہر باطل سے جدا ملت حنفیہ پر رکھتے ہیں کیونکہ یہی ملتِ اِسلام ہے۔اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کسی عارف اور سالک کے نزدیک ان نفوسِ قدسیہ رحمہم اللہ تعالٰی کے باطنی علوم، شریعت مطہرہ کے خلاف ہوں۔ البتہ! جاہل اور دھوکے میں پڑا ہوا شخص اس کے خلافِ شرع ہونے کا دعوی کرتا ہے۔اور وہ جاہل وفریب خوردہ ،علم اور ذوقِ سلیم سے عاری ہونے کی وجہ سے زبردستی اس معاملہ میں دخل اندازی کرتا ہے حالانکہ وہ ان راہوں سے بالکل ناواقف ہے۔

پس جب تو نے جان لیا کہ یہ بابرکت ہستیاں یعنی حضرات صوفیاء کرام، شریعت کے احکام کو مضبوطی سے تھامنے والے اور قریب ترین ذریعے سے قرب الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل کرنے والے ہیں تو خیال کرنا کہ کہیں ان جاہلوں کی حد سے گزری ہوئی باتیں اور دین کو نقصان پہنچانے والے کام تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں کہ بغیر علم ومعرفت سالک وعابد بنے بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ عقائدِ اہلسنّت سے ناواقفیت، خلافِ شرع اقوال، جہل مرکب کے سبب باطل اعمال اور خود کو ہدایت پر سمجھنے کے اعتبار سے خود بگڑے اور دوسروں کو بھی بگاڑتے ہیں، آپ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، سیدھی شریعت سے ہٹ کر بد مذہبی اور بے دینی کی طرف مائل ہیں، صراط مستقیم کو چھوڑ کر جہنم کی راہ چلتے ہیں، علمائے شریعت کی راہ سے الگ ہیں کیونکہ یہ اپنی کمزور عقلوں اور بیہودہ رائے پر عمل کرتے ہیں جبکہ علمائے شریعت قرآن وسنت ،اجماعِ امت اور پختہ قیاس کے احکام پر چلتے ہیں۔ نیز یہ جاہل لوگ، مشائخِ طریقت کے مسلک سے بھی خارج ہیں کیونکہ یہ آدابِ شریعت سے روگردانی کئے ہوئے ہیں اور اس کے مستحکم قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔پس وہ انکارِ شریعت کے سبب کافر ہیں اور دعوے یہ کرتے ہیں کہ ہم اس کے انوار سے روشن ہیں۔

مشائخِ طریقت آدابِ شریعت پر قائم ہیں اور تمام مخلوق پر لازم احکامِ الٰہی کی تعظیم کا عقیدہ رکھتے ہیں اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں مقاماتِ محبت میں قدسی کمالات کا تحفہ عطا فرمایا ہے جبکہ خرافات کے دھوکے میں پڑے ہوئے اور عار کے لباس میں ملبوس یہ جاہل لوگ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں کافر ہیں۔ یہ ہمیشہ اپنے فاسد خیالات کے بتوں کے سامنے جم کر بیٹھے رہتے ہیں اور شیطان جو وسوسے ان کے خیالات وافکار میں ڈالتا ہے انہیں پر فریفتہ ہیں۔ پس ان کے لئے پوری خرابی ہے اس لحاظ سے کہ یہ اس مقام پر اپنی حالت پر ڈٹے ہوئے ہیں، اس کو برا نہیں سمجھتے کہ اس سے رجوع کرلیں اور نہ ہی انہیں اپنے جاہل ہونے کا خیال آتا ہے کہ دوسروں سے ایسا علم حاصل کریں جو انہیں اس بری حالت سے نفرت دلائے۔ اور اُن کے لئے بھی ہر طرح سے خرابی ہے جو دنیا و آخرت میں رسوائی کا سبب بننے والی ان کی قبیح حالت اور سیرت کی پیروی کرتے ہیں یا ان کے کاموں کو اچھا جانتے ہیں۔ پس یہ جاہل لوگ، عابدین کے حق میں راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے راہزن (یعنی لٹیرے اورڈاکو) ہیں اس طرح کہ جو شخص عبادت وطاعت اور اِخلاص وتقویٰ کی راہ پر چلنا چاہتا ہے یہ لوگ اسے اپنی بناوٹی باتوں، تکبرانہ اَعمال، ناقص احوال، اور غلط آراء کے ذریعے اس راہ سے روکتے ہیں اور احکامِ شرع کا انکار کرکے ہر دینی کام میں حق کو باطل کے ساتھ ملادیتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بندوں کے لئے جو حق (یعنی دین اسلام) حضور نبی ٔکریم، رء وف رحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم لائے ہیں اسے جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اپنے لئے دین کے معاملہ کو آسان بنانا ہے اور کمالات کو اپنی طرف منسوب کرنا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ نرے جاہل اور دین کے اصول وفروع کو ضائع کرنے والے ہیں۔ (الحدیقة الندیة ، الباب الاول فی اقسام بیان البدع، الفصل الثانی ،ج ۱، ص۱۸۷۔۱۸۹)

(10)......سیّدی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولٰینا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے عظیم پیرو مرشد حضرت شیخ الفضیلت، آفتابِ رضویت، ضیاء الملّت، مقتدائے اہلسنّت، مرید وخلیفہ اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ العرب والعجم، میزبانِ مہمانانِ مدینہ، قطبِ مدینہ، حضرت علامہ مولٰینا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۴۰۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں: **"جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔"**

اَولیاء کرام سے متعلق اَہم اُمُور کا بیان

پیارے پیارے اسلامی بھائیو!

یہاں سے اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق ان اُمور کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے جن کے مطالعہ سے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ السلام اور ان کی کرامات سے متعلق شکوک وشبہات اور بغض وعناد کی کالی گھٹا چھٹ جائے گی۔ اور اس بارے میں اہلسنّت وجماعت کا صحیح عقیدہ اور مؤقف نکھر کر سامنے آجائے گا اور معلوم ہوگا کہ ان نفوسِ قدسیہ اور ان کی کرامات کے بارے میں ایک مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ پس اگر اولیاءِ عظام اور ان کی کرامات کا منکر حسد وکینہ اور جانبداری کی عینک اتار کر اس میں غور وفکر کرے گا تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گمراہی چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔ وہ اہم امور درج ذیل ہیں:

(1)......ولایت کی تعریف(2)......ولایت کی اقسام(3)...... ولی کی تعریف(4)...... ولی کی اقسام(5)......کرامت کی تعریف(6)......معجزہ اور کرامت میں فرق (7)......کرامت اوراستدراج میں فرق(8)......کرامت کی اقسام(9)......اولیائے اُمت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَاالصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے بکثرت کرامات کے ظہور میں حکمت (10)......قرآن وحدیث میں کرامت کا بیان اور(11)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں سے دشمنی کی آفات وغیرہ۔

ولایت اوراس کے متعلق اُمُور کابیان

ولایت کی تعریف:

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمدامجدعلی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں: ''ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کومحض اپنے فضل وکرم سے عطافرماتا ہے۔''

(بہارِ شریعت ،جلد ۱ ،حصہ ۱، ص ۲٦٤)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ٦٠٦ھ) وِلایت کی تعریف کرتے ہوئے کسی عارف باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے ارشادفرماتے ہیں: ''ولایت قربِ خاص کا نام ہے پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی وہ ہے جواس قرب کی انتہاء کو پالیتا ہے۔''

(التفسیرالکبیر، سورۃ یونس ، تحت الآیۃ:٦٢، جلد٦، ص٢٧٦،)

وِلایت کسبی ہے یاعطائی؟

ولایت وہبی وعطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے، کسبی

نہیں یعنی عبادت وریاضت کر کے حاصل نہیں کی جاسکتی بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے، البتہ! اعمالِ حسنہ اس کا ذریعہ اور سبب ہوتے ہیں۔ چنانچہ،

سیِّدُنا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت، مجدِّدِ دین وملَّت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ۱۳۴۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت کسبی نہیں، محض عطائی ہے۔ ہاں! کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں (یہ اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: '' وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹) ترجمۂ کنز الایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے)۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۶۰۶)

اور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۶۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولایت وہبی شے ہے، نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ! غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیۂ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں، اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔''

(بہارشریعت، جلد ۱، حصّہ ۱، ص ۲۶۴)

البتہ! بعض اوقات تقوی وپرہیزگاری کے سبب کوئی ولی ہو جاتا ہے۔ لٰہذا بعض علماء کرام مجازاً ولایت کو کسبی بھی کہہ دیتے ہیں، جیسا کہ مفسرِ شہیر، حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۹۱ھ) تحریر فرماتے ہیں: ''اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مقبول بندے ''اَوْلِیَاءُ اللّٰه'' کہلاتے ہیں، اور اس کے مردود ''مِنْ دُوْنِ اللّٰه'' ان مقبولوں میں بعض تو تقویٰ، طہارت وغیرہ سے مقبول ہو جاتے ہیں، یہ ولایت کسبی ہے، بعض مادرزاد ولی ہوتے ہیں، یہ ولایت عطائی ہے دیکھو بی بی مریم مادرزاد ولیہ تھیں، اور آدم عَلَیْهِ السَّلَام پیدا ہوتے ہی مسجودِ ملائکہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہِ کرم سے ولی بن جاتے ہیں، اسے ولایتِ وہبی کہتے ہیں،

جیسے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے جادوگر کہ آناًفاناً مؤمن، صحابی، شہید ہوئے، یا حبیب نجار (علیہ رحمۃ اللہ الغفّار) جو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے حواریوں میں آناًفاناً ولی ہوگئے، یہ آیت تینوں قسم کے ولیوں کو شامل ہے۔''

(نورالعرفان فی تفسیرالقرآن ، پارہ ١١، سورۃ یونس ، تحت الایۃ :٦٢)

ولایت کی اقسام:

ولایت کی دوقسمیں ہیں: (1) ولایت تَشْرِیْعِی (2) ولایت تَکْوِیْنِی۔

ولایتِ تَشْرِیْعِی:

لفظِ ولی ''وَلَاءٌ'' سے بنا ہے۔ کبھی اس کا معنیٰ ''اعانت ومدد کرنا، حمایت کرنا، محبت کرنا، فرمانبرداری کرنا اور اطاعت کرنا'' آتا ہے۔ اسی سے ''مولیٰ'' بھی ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے ولایت عام ہے اور ولی کا اطلاق ہر عام وخاص پر ہوسکتا ہے بلکہ ہر نیک مسلمان جسے قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل ہو وہ ولی تشریعی ہے، اور ولی کو ولی اس وجہ سے بھی کہتے ہیں کہ وہ معین ومددگار واطاعت گزار وفرمانبردار ہوتا ہے۔ چنانچہ،

مفسرِ شہیر، حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ١٣٩١ھ) ارشادفرماتے ہیں: ''ولی دوقسم کے ہیں؛ ولی تشریعی ، ولی تکوینی۔ ولی تشریعی ہر نیک مسلمان ہے جسے قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل ہو۔''

(نورالعرفان فی تفسیرالقرآن ، پارہ ١١،سورۃ یونس ،تحت الایۃ :٦٢)

ولایتِ تکوینی:

اور کبھی ''وَلَاءٌ'' کا معنیٰ ''قرب'' آتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے ولایت کو تکوینی کہتے ہیں۔ اور جسے یہ حاصل ہو اسے ولی تکوینی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ،

مفسرِ شہیر، حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن (متوفی ١٣٩١ھ) فرماتے

ہیں: ”تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو، ولی تشریعی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے، اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے، غوث، قطب، ابدال وغیرہ اسی جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر ورنج سے یا دنیا کے مُضِر خوف وغم سے محفوظ ہیں۔“

(نورالعرفان فی تفسیرالقرآن ،پارہ ۱۱، سورۃ یونس ، تحت الایۃ :٦٢)

وِلایت کے درجات:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے::

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں۔

(پ ۹،الانفال:۳٤)

مفسر شہیر، حکیم الاُمت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت **”تفسیر نورالعرفان“** میں فرماتے ہیں: ”تقویٰ کے چار درجے ہیں اس لئے ولایت کے بھی چار درجے ہوئے، کفر سے بچنا، گناہوں سے بچنا، مشکوک چیزوں اور شبہات سے بچنا، غیر اللہ سے بچنا۔ غیر اللہ وہ جو رب سے غافل کرے۔ اگر نماز و دیگر عبادات ریا کے لئے ہوں تو وہ غیر اللہ ہیں اور اگر کھانا رب کے لئے ہو تو وہ غیر نہیں۔ مگر بعض لوگ ہر بھنگی چرسی کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ غلط ہے بعض لوگ بے دینوں (بدمذہبوں) کو ولی جانتے ہیں، یہ بھی دھوکہ ہے۔“

ولی کی تعریف اور اقسام کا بیان

ولی کی تعریف:

حضرت سیِّدُنا علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۷۹۳ھ) فرماتے ہیں: ”ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو ممکنہ حد تک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات

کا عارف ہو، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ عبادت کرتا ہو اور ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کرتا ہو اور لذّات اور شہوات میں انہماک اور استغراق سے بچتا ہو۔''

(شرح العقائد ، کرامات الاولیاء حق ، ص ١٤٤)

امام المفسرین حضرت سیِّدُنا امام فخرالدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ٦٠٦ھ) ولی کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔'' کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں: ''جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قربِ خاص پالیتا ہے اور اس کی معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال تک نہیں گزرتا اور اس حال میں اسے مکمل ولایت حاصل ہو جاتی ہے اور جب اسے یہ مقام مل جاتا ہے تو پھر اس کو کسی شے کا خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی چیز کے سبب غمگین ہوتا ہے۔''

(التفسیر الکبیر، سورۂ یونس، تحت الآیۃ ٦٢، ج٦، ص ٢٧٦)

اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی اَقسام:

پیارے اسلامی بھائیو! ہر دور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہوئے ہیں اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف مراتب و طبقات ہیں۔ محقق اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ١٣٥٠ھ) نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''جَامِعُ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاء'' میں حضرت سیِّدُنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ٦٣٨ھ) کی کتاب مستطاب ''اَلْفُتُوحَات الْمَکِّیَّۃ'' سے ان مراتب و اقسام کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہاں ان میں سے بعض کو اختصار کے ساتھ بیان جاتا ہے:

(1)......اَقْطَاب:

یہ قطب کی جمع ہےاور ''قطب'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے عظیم الشان ولی کو کہتے ہیں جو ایک زمانہ اور ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ اسے ''غوث'' بھی کہتے ہیں۔ قطب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نہایت ہی مقرب اور اپنے زمانے کے تمام اولیاءِ کرام کا آقا ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض کو باطنی خلافت کے ساتھ حکم ظاہر اور ظاہری خلافت بھی ملتی ہے جیسے، چاروں خلفائے راشدین، سیِّدُنا امام حسن، سیِّدُنا امیر معاویہ، سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور بعض کو صرف باطنی خلافت ملتی ہے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی وغیرہ۔ قطب کا صفاتی نام عبد اللہ ہے۔

(2)......اَئِمَّہ:

یہ ہر دور میں صرف دو ہوتے ہیں۔ ایک کا صفاتی نام عبد الرب اور دوسرے کا صفاتی نام عبد الملک ہوتا ہے۔ یہ دونوں قطب کے وزیر ہوتے ہیں اور یہی اس کے انتقال کے بعد اس کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ ایک عالَم ''مَلَکُوت'' اور دوسرا عالَم ''مُلک'' تک محدود رہتا ہے۔

(3)......اَوْتَاد:

یہ ہر دور میں صرف چار حضرات ہی ہوتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان چاروں کے ذریعے چاروں جہات یعنی مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کی حفاظت فرماتا ہے۔ ان میں ہر ایک کی ولایت ایک جہت میں ہوتی ہے۔ ان کے صفاتی نام یہ ہیں: عبد الحی، عبد العلیم، عبد القادر، اور عبد المرید۔

(4)......اَبْدَال:

یہ ہر دور میں سات (7) ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ سات زمینوں

کی حفاظت فرماتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک زمین ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت ہوتی ہے۔ یہ ساتوں بالترتیب ان سات انبیاء کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام کے قدم پر ہوتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ، حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ، حضرت سیِّدُنا ہارون، حضرت سیِّدُنا ادریس، حضرت سیِّدُنا یوسف، حضرت سیِّدُنا عیسٰی روح اللہ اور حضرت سیِّدُنا آدم صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

حضرت سیِّدُنا معاذ بن اشرص رحمۃ اللہ تعالی علیہ اسی قسم کے اولیاء سے تھے۔ ان سے عرض کی گئی: ''یہ مرتبہ کس عمل کے ذریعے ملتا ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: چار باتوں کے ذریعے: (۱) بھوک (۲) بیداری (۳) خاموشی اور (۴) تنہائی۔

(5)......نُقَبَاء:

یہ ہر دور میں صرف 12 ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر نقیب آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان نقباء کو آسمانی احکام کے علوم سے نوازتا ہے۔ نفس میں چھپی اشیاء اور آفات کا علم رکھتے ہیں اور اس کے مکروفریب کو نکالنے پر قادر ہوتے ہیں۔ شیطان ان سے چھپ نہیں سکتا۔ یہ اس کے ان پوشیدہ معاملات کو بھی جانتے ہیں جن کو شیطان خود نہیں جانتا۔ ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ شان عطا فرمائی ہے کہ کسی شخص کے زمین پر لگے پاؤں کے نقش ہی کو دیکھ کر انہیں اس کے شقی (یعنی بدبخت) اور سعید (یعنی خوش بخت) ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔

(6)......نُجَبَاء:

ہر دور میں آٹھ (8) سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے جس کو صرف

وہ اولیاءعظام پہچان سکتے ہیں جو مرتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔

(7)......رَجَبی:

یہ ہر دور میں 40 ہوتے ہیں۔ یہ ایسے بندے ہیں جن کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کے ساتھ قائم ہے۔ حقیقت میں یہ (اولیاء کی ایک قسم) ''اَفراد'' میں سے ہوتے ہیں۔ انہیں رجبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس مقام کا حال صرف ماہِ رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک طاری ہوتا ہے۔ البتہ! بعضوں پر اس کیفیت کا کچھ اثر پورے سال رہتا ہے۔ یہ مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔

(8)......قلب آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

یہ ہر زمانے میں 300 ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں خود حضور نبی ٔکریم، رء وف رحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ ارشاد فرمایا ''یہ قلب آدم عَلَیْہِ السَّلَام پر ہیں۔'' اس فرمان عالی کا معنی یہ ہے کہ معارف الٰہیہ میں غور وفکر کرنے میں اِن کے دل اُن کے دل کی طرح ہیں۔ چونکہ علوم الٰہیہ دل پر وارد ہوتے ہیں تو جس طرح یہ علوم ومعارف اکابر کے دلوں پر نازل ہوتے ہیں اسی طرح ان حضرات کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو 300 اخلاق خداوندی عطا ہوتے ہیں اگر کسی بندے کو ان میں سے صرف ایک خُلق مل جائے تو وہ سعادت یافتہ ہو جاتا ہے۔

(9)......قلب نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

یہ ہر دور میں 40 ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی فرمان مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہے کہ ''میری امت میں ہمیشہ چالیس آدمی قلب نوح عَلَیْہِ السَّلَام پر ہوں گے۔'' ان کا مقام، غیرت دینیہ کا مقام ہے جس تک پہنچنا بہت دشوار و کٹھن ہے۔ ان 40 میں جو کمالات جدا جدا پائے جاتے ہیں وہ تمام کے تمام حضرت

سیِّدُ نا نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذات مقدسہ میں ایک ساتھ موجود ہیں۔

(10)......قلب ابراھیم عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

یہ ہر زمانہ میں سات افراد ہوتے ہیں۔ان کے بارے میں بھی حدیث پاک آئی ہے۔ان کا مقام ہر طرح کے شک وشبہ سے سلامتی والا مقام ہے۔اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس دنیا ہی میں ان کے سینوں سے کینہ کو دور کر دیا ہے اور یہ صحیح علم والے ہوتے ہیں۔یہ ہستیاں لوگوں کے خیر ہی پر نظر رکھتی ہیں۔

(11)......قلب جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

ان کی تعداد ہر دور میں پانچ ہوتی ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔یہ اس طریقِ ولایت کے بادشاہ ہوتے ہیں۔حضرت سیِّدُ نا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام ان حضرات کی پردۂ غیب سے مدد کرتے ہیں۔اوراس قسم سے تعلق رکھنے والے اولیاء عظام روزِ محشر حضرت سیِّدُ نا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ ہوں گے۔

(12)......قلب میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

یہ ہر زمانے میں تین ہی ہوتے ہیں۔ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔یہ نفوسِ قدسیہ خیر ورحمت اور نرمی کا منبع ومرکز ہوتے ہیں۔ان میں مسکراہٹ، نرمی اور انتہائی شفقت ہوتی ہے۔اور یہ اُنہی چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جو باعث شفقت ہوں۔

(14)......قلب اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کے مطابق:

یہ ہستی ہر دور میں ایک ہی ہوتی ہے۔امر ونہی پر ان کا تسلط ہوتا ہے۔اوراس کے بارے میں نبیٔ پاک صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حدیث شریف بھی منقول ہے کہ اسے علم اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام سے حصہ عطا ہوتا ہے۔

(15)......رِجَالُ الْغَیْب:

یہ دس اولیاءِ کرام ہوتے ہیں جن میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ یہ اہلِ خشوع ہیں اور رحمانی تجلی کے ہمہ وقت غلبہ کے سبب صرف سرگوشی میں گفتگو کرتے ہیں۔ اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سن لیں تو حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اہل اللہ جب بھی لفظ ''رجال الغیب'' بولتے ہیں تو ان کی مراد یہی اولیاءِ کرام ہوتے ہیں۔

(16)......مَظْہَر قوت خداوندی:

یہ ہر دور میں صرف آٹھ حضرات ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کی علامت ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' (یعنی کافروں پر سخت ہیں) بیان کی گئی ہے۔ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ملامت کرنے والے کی کسی ملامت کو کوئی حیثیت نہیں دیتے۔ انہیں ''رجال القہر'' بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں بڑی فعال ہمتیں عطا کی جاتی ہیں۔ اور اسی علامت سے ان کو پہچانا جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ دقاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق ایسے ہی بزرگ تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب، ج ۱، ص ٦٩ ـ ٧٤)

ان کے علاوہ بھی اولیاءِ عظام کی بے شمار قسمیں ہیں مثلاً اِلٰہِیُّوْن، رَحْمَانِیُّوْن، رِجَالُ الْغَنِی بِاللّٰہ، بُدَلَاء، رِجَالُ الْاِشْتِیَاق، مَلَامَتِیَّہ، فُقَرَاء، صُوْفِیَہ، عُبَاد، زُہَاد، رِجَالُ الْمَاءِ، اَفْرَاد، اُمَنَاء، قُرَّاء، اَحْبَاب، مُحَدِّثُوْن، اَخِلَّاء، وَرَثَہ، صِدِّیْقِیْن، شُہَدَاء، صَالِحِیْن، قَانِتِیْن، صَادِقِیْن، حَامِدِیْن، ذَاکِرِیْن، صَابِرِیْن، وَاصِلِیْن، حُلَمَاء، اَخْیَار، کُرَمَاء وغیرہ وغیرہ۔ یہاں صرف حصول برکت کے لئے چند اقسام کو بیان کیا گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان نیکوں کے فیوض و برکات سے خوب مالا مال فرمائے۔ (آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم)

کوئی ولی کسی نبی سے افضل نہیں:

اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی ولی کسی نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے افضل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا امام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد نسفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۵۳۸ھ) فرماتے ہیں: ''کوئی ولی، انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔'' (العقائد النسفیة مع شرحه، ص۱۵۸)

اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں: ''اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔'' (الرسالة القشیریه، باب کرامات الاولیاء ص ۳۸۰)

نیز حضرت سیِّدُ نا ابو یزید بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۲۶۱ھ یا ۲۳۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''عام مؤمنوں کے مقام کی انتہاء صالحین کے مقام کی ابتداء ہے اور صالحین کے مقام کی انتہاء شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے، اور شہیدوں کے مقام کی انتہاء صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی انتہاء نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے، اور نبیوں کے مقام کی انتہاء رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی انتہاء اُولُوالْعَزْم رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور اُولُوالْعَزْم رسولوں کے مقام کی انتہاء حبیبِ خدا، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مقام کی ابتداء ہے اور حبیبِ خدا احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مقام کی انتہاء کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' (عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

(تذکرہ مشایخ نقشبندیه، ص۵۸، بحواله البرهان، ص ۴۹۲)

خَلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسُل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

ولی کو نبی سے افضل کہنے والے کا حکم:

مجددِ اعظم، سیِّدُ نا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، حضرت علامہ ومولٰینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ۱۳۴۰ھ) **''فتاوی رضویہ شریف''** جلد۱۵، صفحہ ۵۸۴ پر فرماتے ہیں: ''فقیر نے اپنے فتوی مسمّٰی بہ '' رَدُّالرَّفْضَة'' میں شفاء شریف امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی واعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری وطریقہ محمدیہ علامہ برکوی وحدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ **باجماعِ مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا، جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد** (یعنی بالاتفاق پکا کافرو بے دین) ہے، ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے: ''اَلنَّبِیُّ اَفْضَلُ مِنَ الْوَلِیِّ وَهُوَ اَمْرٌ مَقْطُوْعٌ بِهٖ وَالْقَائِلُ بِخِلَافِهٖ كَافِرٌ لِاَنَّهٗ مَعْلُوْمٌ مِنَ الشَّرْعِ بِالضَّرُوْرَةِ یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔''

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ، کتاب العلم ، باب ما یستحب للعالم......الخ ،تحت الحدیث: ۱۲۲، ج۱، ص۳۷۸)

کیا صاحبِ کرامت ولی زیادہ افضل ہوتا ہے:

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا زکریا انصاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''ایسا ولی جس سے کرامت کا ظہور نہ ہوا کبھی وہ صاحبِ کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے کیونکہ افضل ہونے کا مدار یقین کی زیادتی پر ہے، کرامت پر نہیں۔''

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب، المطلب الاول، ج۱، ص۳۷)

حضرت سیِّدُ نا علامہ عفیف الدین عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی یمنی ثم مکی علیہ

رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۶۸ھ) نے ارشاد فرمایا: ''یہ لازم نہیں کہ صاحبِ کرامت ولی اس ولی سے افضل ہو جو صاحبِ کرامت نہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کے پاس کرامت نہیں وہ صاحبِ کرامت ولی سے افضل ہوتا ہے۔''

(المرجع السابق)

کرامت اور اس کے متعلق اُمُور کا بیان

کرامت کی تعریف:

عارف باللہ، ناصح الاُمہ حضرت سیّدُنا امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۴۳ھ) کرامت کی تعریف یوں فرماتے ہیں: ''کرامت سے مراد وہ خلافِ عادت امر ہے جس کا ظہور تحدی و مقابلہ کے لئے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔'' (الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، الباب الثانی فی الامور المہمۃ فی الشریعۃ، ج۱، ص۲۹۲)

خلافِ عادت امر سے کیا مراد؟

خلافِ عادت امر سے مراد وہ کام ہے جو عام طور پر کسی انسان سے ظاہر نہ ہوتا ہو مثلاً ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ افعال کہ عام طور پر آدمی نہ تو ہوا میں اُڑ سکتا ہے اور نہ ہی پانی پر چل سکتا ہے۔

خلافِ عادت امر کی اقسام:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات

پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلداوّل صَفْحَہ **58** پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۶۷ھ) خلافِ عادت فعل کی مختلف صورتوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوت ظاہر ہو اس کو **اِرہاص** کہتے ہیں (اور بعدِ نبوت ہو تو معجزہ) اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو **کرامت** کہتے ہیں، اور عام مؤمنین سے جو صادر ہو اسے **معونت** کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو **استدراج** کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو **اہانت** ہے۔''

(بہارِ شریعت ، حصّہ ۱، ج ۱، ص۵۸)

علامۃ الدہر حضرت سیِّدُ نا عبدالعزیز پرہاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) نے بھی ''**اَلنِّبْرَاسُ شَرْحُ شَرْحِ الْعَقَائِدْ**'' صَفْحَہ **272** پر اسی طرح کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

معجزہ اور کرامت میں فرق:

معجزہ اور کرامت میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔ چند فرق بیان کئے جاتے ہیں:

(1)......حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوطاہر قزوینی اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوبکر فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما معجزہ و کرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''معجزہ کا ظہور تحدی (یعنی چیلنج) اور مقابلہ کے لئے ہوتا ہے جبکہ کرامت میں ایسا نہیں۔''

(حجة اللّٰه علی العالمین، المقدمة، المبحث الاول، ص ۱۲ ـ الرسالة القشیریة، ص ۳۷۸)

پھر حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوطاہر قزوینی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کی وجہ یوں بیان فرمائی: ''کیونکہ جب ولی خلافِ عادت فعل کے ساتھ اپنی ولایت کا دعویٰ کرے تو یہ معجزۂ رسول کا منکر نہیں ہوگا۔ البتہ! اگر وہ نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے تو اس صورت میں

وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا اور کوئی بھی جھوٹا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی نہیں ہوسکتا۔"

(حجة الله على العالمين، المقدمة، المبحث الاول، ص ۱۲)

(2)...... حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائینی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۴۱۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "معجزات حضرات انبیاء کرام عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سچے نبی ہونے کی دلیل ہیں اور نبوت کی کوئی دلیل کسی غیر نبی میں نہیں پائی جاسکتی جیسے پختہ ومحکم عقل عالم ہونے کی دلیل ہے جو غیر عالم میں نہیں پائی جاسکتی۔"

(الرسالة القشيرية، ص ۳۷۸)

(3)...... حضرت سیِّدُنا امام اسفرائینی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے اور وہ کسی نبی عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے صادر ہونے والے فعل یعنی معجزہ کے برابر نہیں ہوسکتی۔" (المرجع السابق)

(4)...... حضرت سیِّدُنا امام ابوبکر فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک فرق مزید بیان فرماتے ہیں کہ "حضرات انبیاء کرام عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے معجزات کو ظاہر کرنا لازم ہے مگر ولی کے لئے کرامت کو چھپانا ضروری ہے۔" (المرجع السابق)

کرامت اور اِستدراج میں فرق:

(1)...... محقق اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۱۳۵۰ھ) کرامت اور استدراج کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "ظہورِ کرامت کے وقت، صاحبِ کرامت بزرگ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف طاری ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قہر سے اور زیادہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اُسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں اِستدراج نہ ہو۔ لیکن اِستدارج والے کا معاملہ اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استدراج کو دیکھ

کرانس وخوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اسی کا حق دار ہوں۔اور اس کے سبب دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے۔اس دھوکے میں آ کر وہ خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عقاب وگرفت سے محفوظ سمجھنے لگ جاتا ہے۔اپنے اُخروی انجام سے بے خوف ہو جاتا ہے۔پس اگر بندہ یہ حالات دیکھے تو وہ یقین کرلے کہ یہ کرامت نہیں، اِستدارج ہے۔'' (جامع کرامات الاولیاء، ج ۱، ص ٢٤ ملخصًا)

(2)......مجدد اعظم، سیِّدُ نا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت، حضرت علامہ ومولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ۱۳۴۰ھ) **''فتاوی رضویہ شریف''** جلد۲۱، صفحہ ۵۵۷ پر سردار سلسلہ چشتیہ اشرفیہ حضرت قطب ربانی محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: ''خارق عادت اگر ازولی موصوف باوصاف ولایت ظاہربود کرامت گویند واگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج حفظنا اللّٰہ وایاکم ۔(ترجمہ) اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خارق عادت ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے اور اگر مخالف شریعت سے صادر ہو تو استدارج ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔''

(لطائف اشرفیہ، لطیفہ پنجم، ج ۱، ص ١٢٦)

ولی ہونے کے لئے کرامت ضروری نہیں:

حضرتِ سیِّدُ نا عارف باللہ امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ٤٦٥ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہی کرامت تمام اولیاء کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہو بلکہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کرامت کا ظہور نہ بھی ہو تو اس کی ولایت کا انکار نہیں کیا جائے گا۔''

(الرسالة القشیریة، باب کرامات الاولیاء، ص ۳۷۹)

حضرت سیّدُ نا شیخ اکبرمحی الدین ابن عربی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۳۸ھ) فرماتے ہیں: ''کبھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے ولی کو کرامت کے ظاہر کرنے کی قدرت ہی عطا نہیں فرماتا باوجود یہ کہ وہ ولی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بڑا مقام رکھنے والوں میں سے ہوتا ہے۔ اور کبھی کرامت کے اظہار پر قدرت تو ہوتی ہے مگر وہ ولی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضاء کے لئے کرامت کو ظاہر نہیں کرتا۔''

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب، المطلب الاول، ج۱، ص۳۹ ملخصًا)

ولی کو کرامت کیوں ملتی ہے؟

محقق اہلسنّت، حضرت سیّدُ نا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۱۳۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ولی اللہ کو خلافِ عادت فعل (یعنی کرامت) اس لئے عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو خلافِ عادت بنالیتا ہے۔ یوں کہ جب اس کا نفس کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف کرتا ہے حتی کہ مباح (یعنی جائز) چیزوں سے بھی نفس کو دور رکھتا ہے۔ یوں ہی جب شیطان مختلف اشیاء کو مزین کر کے اس کے نفس پر پیش کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کو ان اشیاء سے پھیر دیتا ہے۔ اگر شیطان اس کو کسی واجب کے ترک پر آمادہ کرے تو وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ لہٰذا جب وہ اپنی ذات میں خلاف عادت افعال سرانجام دیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے دُنیا میں خلاف عادت کام پیدا فرما دیتا ہے۔'' (المرجع السابق، ص۴۳ ملخصًا)

کرامت کی اقسام:

کرامت کی دو اقسام ہیں (۱) محسوس ظاہری اور (۲) معقول معنوی

چنانچہ، مجدد اعظم، سیّدُ نا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، حضرت علامہ و مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (متوفی ۱۳۴۰ھ) کرامت کی اقسام بیان کرتے ہوئے

ارشادفرماتے ہیں: ''کرامت دو قسم پر ہے، **محسوس ظاہری و معقول معنوی۔** عوام صرف کراماتِ محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتا دینا، گزشتہ و موجودہ وآئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، صدہا منزلِ زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ سامنے موجود ہوں اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کرامات معنویہ کو صرف خواص پہچانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آدابِ شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۵۴۹)

محسوس ظاہری کی تفصیل:

حضرت سیِّدُنا علامہ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۷۱ھ) نے ''طَبَقَاتُ الْکُبْریٰ'' میں (محسوس ظاہری) کرامت کی پچیس اقسام تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہیں، یہاں ان کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے:

(۱)... مُردوں کو زندہ کرنا (۲)... مُردوں سے باتیں کرنا (۳)... دریا کا پھٹ جانا، سوکھ جانا اور پانی پر چلنا (۴)... کسی شے کی اصل ہی کو تبدیل کر دینا (۵)... زمین کا لپٹ کر فاصلہ مختصر ہو جانا (۶)... جمادات و حیوانات کا ہم کلام ہونا (۷)... مرضوں کا دور ہونا (۸)... حیوانات کا تابع فرمان ہونا (۹)... زمانے اور وقت کا سکڑ جانا اور محدود ہو جانا یا (۱۰)... ان کا پھیل جانا (۱۱)... دُعا کا شرفِ قبولیت پانا (۱۲)... زبان کا بات کرنے سے رک جانا یا کھل جانا (۱۳)... انتہائی نفرت کرنے والے دلوں کو اپنی جانب مائل کر لینا (۱۴)... بعض غیوب کی خبر دے دینا یا کشف ہو جانا (۱۵)... عرصۂ دراز تک کھائے پیئے بغیر رہنا (۱۶)... تصرُّف کا حاصل ہونا (۱۷)... زیادہ کھانا کھانے پر قدرت ہونا (۱۸)... حرام کھانے سے محفوظ رہنا

(۱۹)... دور دراز مقام کا مشاہدہ کرنا (۲۰)... بعض اولیاء عظام کو ایسی ہیئت و جلال عطا ہونا جسے دیکھنے سے انسان کی موت واقع ہو جائے (۲۱)... اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کفایت وحمایت حاصل ہونا یوں کہ اگر کوئی اولیاء کرام سے شر کا ارادہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو خیر میں تبدیل فرما دے (۲۲)... مختلف شکلوں اور صورتوں کو اختیار کر لینا (۲۳)... اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انہیں زمینی ذخیروں پر آگاہ فرما دینا (۲۴)... قلیل وقت میں کثیر تصانیف لکھ لینا (۲۵)... زہر اور ہلاکت خیز چیزوں کا اثر نہ کرنا۔''

حضرت سیِّدُنا علامہ تاج الدین سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی یہ اقسام بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''میرے گمان کے مطابق کرامت کی اقسام 100 سے بھی زیادہ ہیں اور ہم نے جو پچیس اقسام بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک کے تحت کثیر احادیث وواقعات اور حکایات وروایات منقول ہیں۔'' (جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب، المطلب الثانی فی انواع الکرامات ج ۱، ص۴۸ تا ۵۲، ملخصًا)

معقول معنوی کی تفصیل:

محقق اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۱۳۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''معنوی کرامات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے ہی پہچانتے ہیں عوام کو وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ معنوی کرامات یہ ہیں کہ آدابِ شریعت اس ولی اللہ کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بہترین اخلاق کے ظہور اور گھٹیا اخلاق سے بچنے کی اسے توفیق مل جاتی ہے۔ وہ اوقاتِ صحیحہ میں واجبات کی ادائیگی پر محافظت کرتا ہے۔ بھلائیوں اور نیکیوں میں جلدی کرتا ہے، اس کا سینہ بغض وکینہ اور حسد وبدگمانی سے پاک ہوتا ہے۔ اس کا دل ہر بری صفت سے

پاک اور مراقبہ کے ذریعے آراستہ ہوتا ہے اور وہ اپنے اور دیگر اشیاء کے معاملہ میں حقوق اللہ کی رعایت کرتا ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''ہمارے نزدیک یہ تمام کراماتِ معنویہ ہیں کہ جن میں مکر واستدراج کو دخل نہیں۔''

(المرجع السابق، ص٦٦ ملخصًا)

کثیر کرامات کے ظہور میں حکمت:

دیگر امتوں کے مقابلے میں اولیائے امت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بہت زیادہ کرامتوں کے ظہور کی حکمت وعظمت بیان کرتے ہوئے محقق اہلسنّت، حضرت سیِّدُنا علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۱۳۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''اُمَّتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اولیاء عظام سے بہت زیادہ کرامتوں کے ظہور میں حکمت یہ ہے کہ حضور نبیٔ اکرم، رسول محتشم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سردارانبیاء عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہونے کو ظاہر کیا جائے اس طرح کہ حیاتِ ظاہری میں بھی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے معجزات کثیر ہوں اور وصال ظاہری کے بعد بھی (بصورتِ کراماتِ اولیاء) بکثرت معجزات کا ظہور رہو (کیونکہ کرامت حقیقت میں نبی کے معجزہ کا تتمہ ہوتی ہے)۔ اور چونکہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم خاتم الانبیاء اور حبیبِ خدا عَزَّوَجَلَّ ہیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا دین ''اِسلام'' قیامت تک کے لئے ہے، لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی تصدیق کے اسباب کا باقی رہنا بھی ضروری ہے اور ان اسباب میں سے ایک قوی سبب کراماتِ اولیاء ہیں جو درحقیقت حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے معجزات ہیں اور یہ کرامات ''معجزۂ قرآنِ کریم'' کے علاوہ ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں: ''اور یہ کراماتِ اولیاء ان معجزات کے علاوہ ہیں جن کی خبر

نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں ہی دے دی تھی مثلاً قیامت کی علامات وغیرہا جن کا ظہور بتدریج ہو رہا ہے۔ اور ان کرامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور جان دو جہان، مالکِ کون ومکان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم امت میں بالفعل موجود ہیں اور امت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال شریف کے بعد اسی طرح معجزات کا مشاہدہ کر رہی ہے جس طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری میں کرتی تھی۔ ان کرامات کے سبب مؤمنوں کے ایمان میں اضافہ اور بے ایمانوں کو دین کی دولت نصیب ہوتی ہے۔" (حجة اللہ علی العلمین، الخاتمه فی اثبات کرامات الاولیاء......الخ، ج ۱، ۶۰۷)

قرآن وحدیث میں کرامات کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کئی اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کا ذکر خیر موجود ہے۔ جو واضح طور پر کرامات اولیاء کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس مقام پر کرامات اولیاء پر مشتمل بعض آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ تفسیر وشرح کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں تاکہ ہمارے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہو۔ اللہ عزَّوجلَّ اپنے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقہ وطفیل میں ہمارے عقائد و اعمال کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنے محبوب بندوں کی سچی محبت پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔

(آمِین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَآلِہٖ واَصحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

قرآن پاک میں کرامات کاذکر

لمحہ بھر میں انتہائی وزنی تخت حاضر کردیا:

﴿1﴾ ......اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۟ۚ

(پ۱۹،النمل:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا، کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

مفسِّرِ شہیر، حکیم الاُمت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی۱۳۹۱ھ) اس آیت مبارکہ کے تحت ''تفسیر نورُ العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''یہ آصف بن برخیا تھے کتاب سے مراد یا تو لوحِ محفوظ ہے یا توراتِ شریف یا ابراہیمی صحیفے۔ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے شاگرد رشید تھے۔ علمِ کتاب سے مراد باطن یعنی علمِ تصوُّف ہے کیونکہ ظاہری علم، ولایت اور طاقت نہیں پیدا کرتا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''اس آیت سے ولی کی قوت، ولی کی رفتار، ولی کا حاضر وناظر ہونا معلوم ہوا کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آناً فاناً اتنا وزنی تخت بغیر چھکڑے یا گاڑی کے لے آئے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔''

بے موسم غیب سے پھل ملتے:

﴿2﴾......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

(پ۳، ال عمران: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔

مفسّرِ شہیر، حکیمُ الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت ''تفسیرِ نورُ العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کرامتِ ولی برحق ہے کیونکہ حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام کو بے موسم غیبی پھل ملنا ان کی کرامت تھی۔ دوسرے یہ کہ بعض بندے مادر زاد ولی ہوتے ہیں، ولایت عمل پر موقوف نہیں، دیکھو! حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام لڑکپن میں ولیہ تھیں۔ تیسرے یہ کہ ولی کو اللہ تعالیٰ علمِ لدنی اور عقلِ کامل عطا فرماتا ہے کہ حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام نے زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کے سوال کا جواب ایسا ایمان افروز دیا کہ سبحان اللہ۔ چوتھے یہ کہ بعض اللہ والوں کے لئے جنّتی میوے آئے ہیں، حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام کو یہ پھل جنت سے ملتے تھے۔ پانچویں یہ کہ حضرت مریم عَلَیْہَا السَّلَام کی پرورش جنّتی میووں سے ہوئی نہ کہ ماں کے دودھ یا دنیاوی غذاؤں سے۔''

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد، حضرت سیِّدُنا عکرمہ، حضرت سیِّدُنا سعید بن جبیر، حضرت سیِّدُنا ابراہیم نخعی اور حضرت سیِّدُنا قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

حضرت سیِّدَتُنا مریم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں دیکھتے تھے اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں دیکھتے تھے۔'' اور اس آیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کی کرامات پر دلیل ہے اور احادیث کریمہ میں تو اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔(تفسیر ابن کثیر، ال عمران، تحت الآیۃ: ۳۷، ج۲، ص ۳۰)

حضرت سیِّدُنا قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۲۲۵ھ) اسی آیتِ طیبہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ قصہ (یعنی واقعہ) اولیاء اللہ کی کرامت پر دلیل ہے۔''

(تفسیر مظہری(مترجم)،ال عمران،تحت الآیۃ:۳۷، ج ۲، ص۹۸)

سوتے ہوئے کرامت کا ظہور:

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۙ۝۱۱

(پ ۱۵، الکھف: ۹ تا ۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا۔

مفسِّرِ شہیر، حکیمُ الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت ''تفسیرِ نورُ العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کراماتِ اولیاء برحق ہیں ان کا بے آب ودانہ اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے۔ دوسرے یہ کہ کرامت ولی سے

سوتے میں بھی صادر ہوسکتی ہے۔ اسی طرح بعدِ موت بھی ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامتِ اولیاء ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ۶۰۶ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہمارے اصحابِ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت طیبہ سے کرامات کے قول کی صحت پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال بالکل ظاہر ہے۔''

(التفسیر الکبیر، الکھف، تحت الآیۃ: ۹ تا ۱۲، ج ۷، ص ۴۳۰)

احادیث مبارکہ میں کرامات کا ذِکر

چند دن کے بچے کا کلام کرنا:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل میں جریج نام کا ایک (عبادت گزار) شخص تھا۔ وہ ایک روز (اپنی عبادت گاہ میں) نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں اس کی ماں نے آکر اسے آواز دی۔ لیکن اس نے جواب نہ دیا اور دل میں یوں کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! نماز پڑھوں یا ان کا جواب دوں۔'' اس کی ماں پھر آئی اور یوں دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ کسی فاحشہ عورت کے معاملہ میں ملوث نہ ہو۔'' پس جریج ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک عورت نے کہا میں جریج کو فتنے میں مبتلا کردوں گی۔ چنانچہ، وہ اس کے سامنے آئی اور اس سے گفتگو کی (یعنی بدکاری کی دعوت

دی) مگراس (عبادت گزار نیک بندے) نے انکار کیا۔تو وہ عورت چرواہے کے پاس گئی اور (بدکاری کے لئے) اسے اپنے آپ پر قدرت دے دی۔تواس نے ایک بچے کوجنم دیا اور کہنے لگی کہ یہ جریج کا ہے۔لوگ جریج کے پاس آئے اوراس کی عبادت گاہ توڑ دی اور اسے نکال باہر کیا اور اسے بہت برا بھلا کہا۔اس پر جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھراس بچے کے پاس آیا اور (بچے کے پیٹ میں انگلی چبھوکر) اس سے کہا:''اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟''تو (چند دن کا) بچہ بول اٹھا کہ:''فلاں چرواہا۔'' لوگوں نے (شرمندہ ہوکر) جریج سے کہا:''ہم تمہارے لئے سونے کی عبادت گاہ بنا دیتے ہیں۔'' مگراس نے کہا:''نہیں!ویسی ہی مٹی کی بنادو۔''

(صحیح البخاری، کتاب المظالم ، باب اذهدم حائطافلیبن مثله، الحدیث:۲۴۸۲، ص۱۹۵۔صحیح مسلم، کتاب البروالصلة والادب،باب تقدیم برالوالدین علی التطوع بالصلوة وغیرها ، الحدیث:۶۵۰۹،ص۱۱۲۵)

حدیث پاک کی شرح:

حضرت سیِّدُ ناامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۷۶ھ) اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:''اس حدیث پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کی کرامات کا ثبوت ہے۔اور یہی اہلسنّت کا مذہب ہے جبکہ فرقہ معتزلہ والے اس مسئلہ (یعنی کرامات کے ثبوت) میں اختلاف کرتے ہیں یعنی نہیں مانتے (اور آج کل کے بدمذہبوں کا بھی یہی نظریہ ہے) اوراس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی کبھار اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات ان کے اختیار اور طلب سے بھی واقع ہوتی ہیں۔ہمارے متکلمین علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی نظریہ صحیح ودرست ہے۔''(شرح صحیح مسلم للنووی ، کتاب البروالصلة والادب ، باب تقدیم برالوالدین......الخ ،ج۱۶،ص۱۰۸)

کھانا تین گُنا زیادہ ہوگیا:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیان کردہ طویل حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور گھر آئے ہوئے مہمانوں کے سامنے کھانا رکھا گیا (وہ بیان کرتے ہیں) ہم جب بھی کوئی لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے سے اور بڑھ جاتا۔ فرماتے ہیں: مہمان سب کے سب سیر ہوگئے اور کھانا جتنا تھا اس سے بھی زیادہ باقی بچ گیا۔ تو حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ اتنا ہی تھا جتنا پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ تو اپنی زوجہ (حضرت سیِّدَتُنا اُم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے فرمایا: ''اے بنی فراش کی بہن! یہ کیا ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ تو پہلے کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب السمر مع الاھل والضیف، الحدیث: ٦٠٢، ص٤٩)

حدیث پاک کی شرح:

شارح بخاری، فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ١٤٢١ھ) اس حدیث پاک سے حاصل شدہ فوائد لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے حضرت (سیِّدُنا) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کرامت معلوم ہوئی کہ کھانے سے وہ (کھانا) کم نہ ہوا، زیادہ ہوگیا۔ اور اسے کثیر آدمیوں نے کھایا۔'' (نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج٢، ص٢٨٥)

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (متوفی ٨٥٢ھ) نے بھی ''فَتحُ البَارِیْ شَرحُ صَحِیحِ البُخَارِی، جلد٧، صفحہ١٥٠'' پر کھانے کے زیادہ ہوجانے کو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تھی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ظاہر فرمایا۔''

نیز حضرت سیِّدُ نا امام زین الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن شہاب الدین حنبلی المعروف ''ابن رجب'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۷۹۵ھ) فرماتے ہیں: ''اس حدیث شریف میں اولیاء عظام کی کرامات اور ان سے ظاہر ہونے والے خلافِ عادت کاموں کا ثبوت ہے۔ اور یہی اہلسنّت کا نظریہ وعقیدہ ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''یہ کرامات ہر وقت اور ہر زمانہ میں منجملہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام کے معجزات میں سے ہوتی ہیں کیونکہ جس شئے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کو عزت وبزرگی عطا فرماتا ہے وہ ان کی اپنے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام کی اتباع کی برکت اور حسن اقتداء کا صدقہ ہے۔'' (فتح الباری لابن رجب، ج۳، ص ۳۸۵)

دور دراز مقام پر لشکرِ اسلام کو دیکھ لیا:

﴿3﴾...... حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند (عراق کا ایک علاقہ) بھیجا، دشمن سے مقابلہ کے وقت حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقب سے گھات لگا کر حملہ آور ہونے والے دُشمن سے غافل تھے۔ اِدھر مدینہ طیبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا میں امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے تین بار پکار کر فرمایا: ''یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی اور پلٹ کر دشمن پر حملہ کیا اور فتح وکامیابی حاصل کی۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الفاروق رضی اللّٰہ عنہ، الحدیث ۳۵۷۸۳، ج ۱۲، ص ۲۵۶)

حدیث پاک کی شرح:

حضرت سیِّدُ نا علامہ عفیف الدین عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی یمنی ثم مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ٧٦٨ھ) فرماتے ہیں: ''اس حدیث شریف سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں: (١)...... مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے چودہ سو (1400) میل دور مقام نہاوند (عراق) میں موجود لشکر اسلام اور ان کے دشمن کو ملاحظہ فرمالیا اور (٢)...... مدینہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے اتنی دور آواز پہنچادی۔''

(الروض الریاحین فی حکایات الصالحین، صفحہ ٣٩)

اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ان کے بارے میں یہ فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مروی ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان اور ان کے دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔'' (جامع الترمذی، الحدیث ٣٦٨٢، ص ٢٠٣١)

اور حضرت سیِّدُ نا ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بھی معلوم ہوئی کہ انہوں نے دور سے آنے والی آواز سن لی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے مشکلات میں مدد فرماتے ہیں۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابو القاسم ھبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبری لالکائی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ٤١٧ھ) نے اپنی کتاب ''کَرَامَاتُ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ (عَزَّوَجَلَّ) مَعَ شَرْحِ اُصُوْلِ اِعْتِقَادِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ'' جلد٢، صفحہ ١٣٣٣ پر۔ اور حضرت سیِّدُ نا امام علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری (متوفی ١٠١٤ھ) نے ''مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیْح شَرْحُ مِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْح'' جلد١٠، صفحہ ٤١٥ پر اس واقعہ کو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور مکاشفات

سے شمار فرمایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا علامہ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ بھی ان کرامات میں سے ایک ہے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئیں۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''سیِّدُنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کرامت کو دکھانے کا ارادہ نہیں تھا۔ بلکہ انہیں کشف ہوا کہ وہ لشکرِ اسلام کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت میں ان کے درمیان موجود ہیں۔''

(جامع کرامات الاولیاء، ذکر کرامات عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، ج۱، ص۱۵۷)

اللہ عَزَّوَجَلَّ قسم پوری فرماتا ہے:

﴿4﴾...... حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بہت سے ضعیف، کمزور، بوسیدہ لباس والے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھالیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے اور براء بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی انہی میں سے ہیں۔''

راوی بیان فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت سیِّدُنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے خلاف ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ مشرکین نے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا تو مسلمانوں نے حضرت سیِّدُنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''اے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھاؤ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہاری قسم کو پورا فرمائے گا۔ پس آپ (مشرکین کے خلاف) اللہ عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھا

لیجئے۔'' حضرت سیِّدُ نا براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہمیں مشرکین پر غلبہ عطا فرما۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ عطا فرما دیا۔ پھر ایک مرتبہ ''سوس'' کے پل پر مسلمانوں کا کفار سے آمنا سامنا ہوا تو کفار نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا مسلمانوں نے کہا: ''اے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھائیے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہمیں کفار پر غلبہ عطا فرما اور مجھے اپنے نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ملا دے (یعنی شہادت عطا فرما)۔'' حضرت سیِّدُ نا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور حضرت سیِّدُ نا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

(المستدرك، كتاب معرفة الصحابة ،باب ذكر شهادة البراء بن مالك ، الحديث ٥٣٢٥، ج٤،ص ٣٤٠تا ٣٤١)

حدیث پاک کی شرح:

حضرت سیِّدُ نا علامہ عفیف الدین عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی یمنی ثم مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ٧٦٨ھ) اس حدیث شریف کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''کرامت کے ثبوت کے بارے میں اگر کوئی اور حدیث شریف نہ بھی ہوتی تو یہی ایک حدیث پاک اثباتِ کرامت کے لئے کافی تھی۔ اور کرامت کے متعلق، صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ وہ شہرت اور تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔''

(روض الرياحين فی حكايات الصالحين، ص ٤٠)

اولیاء کے دُشمنوں پر قہرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا بیان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

غور کرنا چاہئے کہ جب ایک عام مسلمان سے دشمنی کرنا، بغض وکینہ رکھنا، حسد وبدگمانی کرنا اوراس کی توہین واہانت کرنا کبیرہ گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے تو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں یعنی اولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ایسے معاملات رکھنا کس قدر دنیا وآخرت کے خسارے کا سبب ہوں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اوراپنے محبوب بندوں کا باادب بنائے۔ ہمیں اور ہماری اولاد کو تادمِ حیات ہر طرح کے بے ادب اور بے ادبی سے محفوظ رکھے۔

(آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اعلانِ جنگ:

احادیث مبارکہ میں صرف دو مقام ایسے ہیں جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اعلانِ جنگ فرمایا ہے ایک تو سود کے معاملہ میں اوردوسرے اپنے ولی سے دشمنی رکھنے کے بارے میں۔ چنانچہ،

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اسے میرا اعلانِ جنگ ہے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث:٦٥٠٢، ص٥٤٥)

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین

حضرت سیِّدُ ناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ،رسولِ اَکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضۂ انور کے پاس بیٹھ کر روتے ہوئے دیکھ کر سبب دریافت فرمایا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ''مجھے اس بات نے رُلایا ہے جو میں نے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہے کہ ''تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اعلان جنگ کیا۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب الفتن، باب من ترجی له السلامة من الفتن ، الحديث ٣٩٨٩، ص ٢٧١٦)

حدیث پاک کی شرح:

حکیم الاُمت حضرت سیِّدُ نامفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۳۹۱ھ) اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: میرے رونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور انور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے دوستوں کی ایذاء، رب سے جنگ ہے اور اللہ کے اولیاء ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے بہت دفعہ پڑوسیوں دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ولی اللہ ہو ان کی تکلیف میرے لیے مصیبت بن جاوے حدیث قدسی میں ہے: ''اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قُبَائِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ میرے ولی میری قبا میں رہتے ہیں۔ انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا (مرقات)۔''

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۷، ص ۱۳۸)

باادب بانصیب، بےادب بےنصیب:

حضرت سیِّدُ ناابوسعید عبداللہ محمد بن ہبۃ اللہ تمیمی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان

فرماتے ہیں کہ میں بھری جوانی میں علم دین کے حصول کے لئے بغداد شریف حاضر ہوا۔ ان دنوں مدرسہ نظامیہ میں ''ابن سقا'' میرا رفیق وہم سبق تھا۔ ہماری یہ عادت تھی کہ عبادت کے ساتھ ساتھ صالحین کی زیارت کرنے جایا کرتے تھے۔ انہی ایام کی بات ہے بغدادِ معلیٰ میں ''غوث'' نام سے مشہور ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک دن مَیں، ابن سقا اور حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالقادر جیلانی (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو کہ ان دنوں جوان تھے، ان بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ابنِ سقا کہنے لگا کہ ''میں ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔'' میں نے کہا کہ ''میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا، دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔'' تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! میں تو ان سے کوئی سوال نہ کروں گا بلکہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ان کی زیارت کی برکتیں لوٹوں گا۔''

پس جب ہم وہاں پہنچے تو انہیں اپنی جگہ موجود نہ پایا۔ ابھی ہم کچھ دیر ہی ٹھہرے تھے تو کیا دیکھا کہ وہ وہیں تشریف فرما ہیں۔ پھر انہوں نے ابنِ سقا کی طرف غصہ سے دیکھ کر فرمایا: ''اے ابنِ سقا! تیری ہلاکت ہو! تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آیا ہے جس کا مجھے جواب نہیں آئے گا۔ سُن! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بے شک میں تیرے اندر کفر کی آگ بھڑکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''اے عبداللہ! تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنے آئے ہو تاکہ دیکھو کہ میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں۔ سنو! وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا

جواب یہ ہے۔اور تمہاری بے ادبی کی وجہ سے دنیا تمہارے کانوں کی لوتک پہنچے گی۔'' پھر حضرت سیِّدُ نا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نظر فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے قریب کرلیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم وتکریم کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: اے عبدالقادر! آپ نے اپنے ادب سے اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو راضی وخوش کیا ہے۔گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد شریف میں منبر پر بیٹھے لوگوں سے فرمار ہے ہیں:'' قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔''اور میں آپ کے زمانے کے اولیاء عظام کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خاطر اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔'' یہ فرما کر وہ بزرگ اسی وقت غائب ہو گئے۔اس کے بعد ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

حضرت سیِّدُ نا ابوسعید عبداللہ شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُ نا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا حال یہ ہوا کہ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قرب تھا اس کی نشانی وعلامت ظاہر ہوئی اور ہر عام وخاص (یعنی مشائخ ،اولیاء،علماء،اور عام لوگ) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے لگا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعلان بھی فرمایا:'' قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔''اور زمانے کے تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس فضیلت کا اقرار کیا۔

اور ابنِ سقا کا حال یہ ہوا کہ علوم شرعیہ کے حصول میں لگا رہا حتی کہ ان ظاہری علوم میں بے انتہاء ماہر ہو گیا اور اپنے زمانے کے بہت سے ماہرین پر فائق ہو گیا، وہ غضب کا فصیح وبلیغ تھا کہ ہر علم میں اپنے مد مقابل مناظر کو زیر کر لیتا تھا۔جب

اس کی بہت زیادہ شہرت ہوئی تو بادشاہِ وقت نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور اسے ملک روم کے بادشاہ کی طرف بھیجا۔ پس جب شاہِ روم نے اس کی کئی علوم میں مہارت اور فصاحت و بلاغت دیکھی تو بڑا حیران اور متعجب ہوا۔ چنانچہ، بادشاہ نے اس کے ساتھ مناظرہ کے لئے عیسائیوں کے بڑے بڑے اہلِ علم اور پادریوں کو جمع کیا۔ انہوں نے ابن سقا سے مناظرہ کیا تو اس نے تمام کو عاجز و بے بس کر دیا۔ یوں اسے شاہِ روم کے دربار میں بہت عزت و پزیرائی حاصل ہوئی۔ پھر ایک دن اس کی نظر بادشاہ کی لڑکی پر پڑی تو وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ ''اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اگر تم عیسائی مذہب اختیار کر لو تو نکاح کر دوں گا۔'' (نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذَالِک) ابن سقا نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت ابن سقا کو اس غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات یاد آئی تو اس نے جان لیا کہ یہ مصیبت اسی بے ادبی کے سبب ہے۔

اور میرا (یعنی اس حکایت کے راوی کا) حال یہ ہوا کہ میں دمشق چلا آیا۔ جہاں سلطان نور الدین ملک شہید نے مجھے بلا کر اوقاف کی وزارت قبول کرنے پر مجبور کیا تو میں نے وزارت قبول کر لی اور میرے پاس دنیا (یعنی مال و دولت) اس قدر زیادہ آئی کہ میں نے محسوس کیا دنیا میرے کانوں کی لو تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس طرح ان غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ہم تینوں کے بارے میں سچ ثابت ہوا۔

(بهجة الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشايخ عنه بذالك، ص ١٩)

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کا ادب کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ولیوں کی سرداری کی بشارت وخوشخبری ملی۔اس لئے ہمیں چاہیئے کہ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا خوب خوب ادب کیا کریں۔نیز اولیاء کرام کی ہر طرح کی بے ادبی سے خود کو بچائیں کیونکہ ابن سقا نے زیادہ گستاخی و بے ادبی کی تو بہت بڑا نقصان اٹھایا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اس نے مرتد ہو کر عیسائیت اختیار کرلی اور ابوسعید عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھوڑی سی بے ادبی صادر ہوئی تو انہیں مالِ دنیا کی آفت میں مبتلا ہونا پڑا۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 275 صَفحات پر مشتمل کتاب،''آدابِ مرشدِ کامل'' کے صَفْحَہ 27 پر ہے:حضرت سیِّدُ نا ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ''ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا اَدَب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔''

(الرسالۃ القشیریۃ ،باب الادب،ص۳۱۷)

اولیاء اللہ کا دُشمن ذلیل وخوار ہوتا ہے:

حضرت سیِّدُ نا امام اسماعیل حقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۳۷ھ)''رُوْحُ الْبَیَان'' میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ولی ایسا محبوب انسان ہوتا ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی عزت وکرامت سے بزرگی عطا فرماتا ہے کہ ایسی بزرگی اور کسی کو عطا نہیں فرماتا۔پس اگر زمانے کے سارے لوگ مل کر بھی اس کی توہین واہانت کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے کیونکہ اسے عزت حقیقی مل چکی ہے اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے نفس کو فنا فی اللہ کے مقام میں گرا دیا اور یہی حقیقی سجدہ ہے۔پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے عزت وبلندی کا تاج پہنا دیا۔ کیا تم اس حدیث قدسی میں غور نہیں کرتے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''جس

نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کیا۔" مطلب یہ ہے کہ جو میرے اولیاء میں سے کسی ولی پر ناراض ہوا، اسے اذیت دی یا اس کی توہین کی تو گویا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ جنگ کرنے نکلا ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ صرف اپنے پیاروں (یعنی اولیاءِ کرام) ہی کی مدد فرماتا ہے لہٰذا رب عَزَّوَجَلَّ سے جنگ کے لئے نکلنے والا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ نہ اس کا کوئی مددگار ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ذلت سے بچانے والا ہوتا ہے۔"

(تفسیرروح البیان، سورۃ الحج ،تحت الایۃ:۱۸، ج۶،ص۱۸)

ولیوں پر اعتراض کرنے والے بدعتی وجاہل ہیں:

حضرت سیِّدُ نا علامہ دلجی علیہ رحمۃ اللہ الولی "شَرحُ مَقَاصِدِ الْمَقَاصِد" میں ارشاد فرماتے ہیں: "کرامات کا انکار بدعتی لوگ ہی کرتے ہیں اور ان کا انکار کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ عبادت وریاضت بجالانے اور گناہوں سے اجتناب کی کوشش کے باوجود نہ انہیں کوئی کرامت حاصل ہوئی اور نہ ہی ان کے بڑوں کو یہ دولت ملی تو یہ بدعتی لوگ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر اعتراضات کرنے کی آفت میں مبتلا ہوگئے۔ ان کے گوشت نوچنا اور کھال کھینچنی شروع کردی۔ یہ لوگ اس بات سے جاہل ہیں کہ ولایت کے معاملہ کا مدار عقیدہ کی درستی، باطن کی صفائی، طریقت کی پیروی اور حقیقت کے انتخاب پر ہے۔"

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب،المطلب الاول ،ج۱،ص۲۹)

توفیقِ خداوندی سے محروم لوگ:

حضرت سیِّدُ نا علامہ عفیف الدین عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی یمنی ثم مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں: "کرامات اولیاء کے منکر پر انتہائی تعجب ہے

حالانکہ کرامات کے متعلق آیاتِ طیبہ، احادیثِ صحیحہ، آثارِ مشہورہ اور سلف وخلف کے مشاہدات وحکایات میں بہت سارے دلائل موجود ہیں۔ان بہت سے منکرین کی حالت یہ ہے کہ اگر اولیاء کرام اور صالحین عظام کو ہوا میں اڑتا دیکھ لیں تو چلا اٹھیں کہ ''یہ جادو ہے۔'' یا یہ بکواس کریں کہ ''یہ اولیاء نہیں شیاطین ہیں۔'' (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکْ) بلاشبہ یہ وہ لوگ ہیں جو توفیقِ خداوندی سے محروم ہیں۔اور ہر لحاظ سے حق کو جھٹلانے والے ہیں۔''

(روض الریاحین فی حکایات الصالحین، الفصل الثانی، ص۴۳)

منکر کا علاج:

حضرت سیِّدُنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۳۸ھ) اپنی کتاب ''مَوَاقِعُ النُّجُوْم وَمَطَالِعُ اَهْلِ الْاَسْرَار وَالْعُلُوْم'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر منکرِ کرامات، صاحبِ کرامت یعنی ولی کے بجائے اس کے ہاتھ پر کرامت کو ظاہر فرمانے والے قادر مطلق رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو تو وہ کرامت کے ظہور کو بعید سمجھے گا نہ ہی انکار کرے گا۔''

(جامع کرامات الاولیاء، مقدمۃ الکتاب، المطلب الاول ج۱، ص۳۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

آپ نے اس مقدمہ ''فیضان کمالات اولیاء'' میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں، ان کی عزت وعظمت، کرامات اور ان کی ذوات سے متعلقہ اہم باتوں کا مطالعہ فرمایا۔جس سے یقیناً آپ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اولیاء کو نہایت ہی اعلی وارفع مقام عطا فرمایا ہے۔اور ان نفوس قدسیہ پر

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بے حد فضل وکرم ہے۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ان پاکیزہ ہستیوں کی محبت دل میں راسخ کرلیں اوران پر اعتراض کرنے والے ناعاقبت اندیشوں سے اپنا ایمان وعقیدہ محفوظ رکھیں۔اورکسی ایسے ماحول سے وابستہ ہوجائیں جس میں اولیاء اللہ کی محبت نہ صرف بتائی جاتی ہو بلکہ پلائی جاتی ہواوراس پرفتن اور پر آشوب دور میں وہ ماحول قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کا مدنی ماحول ہے۔آپ سے بھی مدنی التجاء ہے کہ دعوت اسلامی کے پیارے اور مدنی ماحول میں رہتے ہوئے ان اولیاء عظام کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔**ان شاء اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوتا پائیں گے۔

آیئے !اب اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد وصال کرامات،ان کے مزارات پر گنبد بنانے ، چادر چڑھانے ،ان سے مدد طلب کرنے اور بعد وصال ان کا خلق خدا کی مشکلات کو حل کرنے ایسے انتہائی اہم امور پر مشتمل،عارف باللہ،صاحب کرامات کثیرہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مبارک رسالہ ''کَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر'' کا ترجمہ بنام **''فیضانِ مزاراتِ اولیاء''** کا اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ مطالعہ کیجئے۔**ان شاء اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس مبارک رسالے کا بغور مطالعہ کرنے سے بے شمار وسوسوں کی جڑ کٹ جائے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیاروں کی محبت سے دل لبریز ہوجائیں گے۔اوران کی محبت ایسی پختہ ہوجائے گی کہ ان کے بغض کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ ملے گی۔

دُعائیہ کلمات:

اے ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے اولیاء کے صدقے اس رسالہ پر ترجمہ و تحقیق کا کام کرنے والے مدنی علماء کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی، اس کا مطالعہ کرنے والے اور اس کو لنگر رسائل میں تقسیم کرنے والے ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو دین و دنیا کی بے شمار بھلائیاں اور برکتیں عطا فرما اور اولیاء عظام کی محبت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔

(آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ واَصْحَابِہٖ وَسَلَّم)

❁❁❁❁❁❁❁

عَالِم و فَاضِل مُرِید کو نَصِیحَت

دعوتِ اِسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مَطبوعہ 275 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''آدابِ مرشدِ کامل'' کے صَفْحَہ 27 پر سیِّدُ نا اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا یہ فرمان منقول ہے کہ ''کیا وجہ ہے کہ مرید عالم فاضل اور صاحبِ شریعت وطریقت ہونے کے باوجود (اپنے مرشدِ کامل کے فیض سے) دامن نہیں بھر پاتا؟ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ اَکثر علمائے دِین اپنے آپ کو پیر و مرشِد سے افضل سمجھتے ہیں یا عمل کا غرور یا کچھ ہونے کی سمجھ کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔ وگرنہ حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ الھادی کا مشورہ سنیں: فرماتے ہیں: ''بھر لینے والے کو چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو مگر کمالات کو دروازے پر ہی چھوڑ دے (یعنی عاجزی اختیار کرے) اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا۔ اور جو اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا یاد رہے کہ بھرے برتن میں کوئی اور چیز نہیں ڈالی جاسکتی۔'' (انوار رضا، امام احمد رضا اور تعلیمات تصوف، ص ۲۴۲)

فیضانِ کمالات اَولیاء

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(یعنی اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی لمحہ بھر کی صحبت، سو سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے)

اولیاء کا جو کوئی ہو بے ادب

نازل اس پر ہوتا ہے قہر و غضب

محفوظ شہا رکھنا سدا بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

ہم کو سارے اولیاء سے پیار ہے

اِنْ شَاءَ اللّٰہ اپنا بیڑا پار ہے
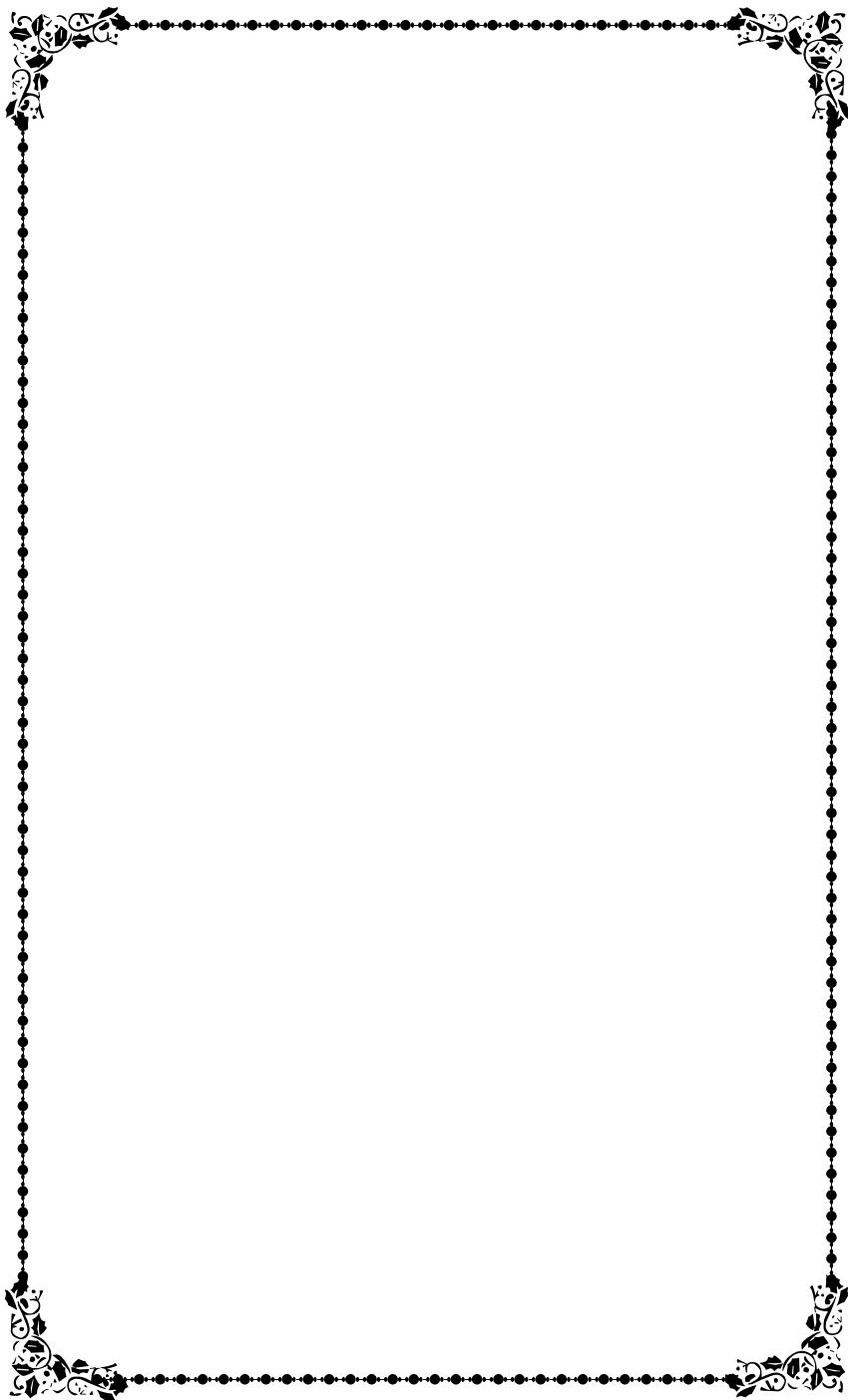
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ وَحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں، اور درود و سلام ہو حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت علامہ عَبْدُ الْغَنِی بن اِسماعِیل نابُلُسی حَنَفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے اس رسالہ میں اَوْلیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی وفات کے بعد اُن کی کرامات کے ظاہر ہونے، اُن کی قبروں پر مزارات بنانے اور اُن پر چادریں چڑھانے کے احکام لکھے ہیں اور میں نے اِس کا نام ''کَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر'' رکھا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ مجھے حق اور درست بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے مسلمان بھائیوں کو حق ظاہر ہونے کے بعد اِنصاف کے ساتھ اُس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر شے پر قادر ہے اور دُعا کی قبولیت اس کے شایانِ شان ہے۔''

کرامت کسے کہتے ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! کرامات، جن کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بارگاہ میں مقرَّب اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کو عزّت بخشی وہ مخلوق میں جاری اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادت کے خلاف ایسی باتیں ہیں جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ محض اپنی قدرتِ کاملہ اور ارادۂ خاص سے پیدا فرماتا ہے،[1] ولی کی ذاتی طاقت و ارادہ کا اِس کرامت میں باعتبار

---

[1] ......حضرت مصنّف عارِف باللہ سیدی عبدالغنی نابُلُسی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی دوسری مایہ ناز تصنیف ''اَلْحَدِیْقَةُ النَّدِیَّة شَرْحُ الطَّرِیْقَةِ الْمُحَمَّدِیَّة''میں کرامت کی جو جامع و مانع تعریف اور پھر اس کی شرح حضرت سیدنا امام لاقانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کے حوالے سے بیان فرمائی ہے، وہ یوں ہے: ''هِیَ اَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ غَیْرُ مَقْرُوْنٍ بِالتَّحَدِّیْ یَظْهَرُ عَلٰی یَدِ عَبْدٍ ظَاهِرِ الصَّلَاحِ ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

تاثیر وتخلیق یقیناً کوئی دَخل نہیں، کیونکہ ولی کی ذات میں موجود قدرت وارادہ صرف اِس بات کا سبب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی ذات میں اِن کرامات کو پیدا فرمائے اور اِن کی نسبت اُس وَلی کی طرف کی جائے، اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ کسی کرامت میں وَلی کی ذَاتی قُدرت وارادہ کودَخل ہے تو ایسا شخص ''علمِ توحید'' کی رُو سے کافر ہے۔''

مؤثرِ حَقیقی صرف اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کرامات ولی کے ہاتھ پر پیدا فرماتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ ولی کو اس بات کا یقین ہے کہ مؤثرِ حقیقی اللہ وحدہٗ لاشریک ہی کی ذات ہے، اور اِس کے نزدیک خود اُس کی اپنی ذات قطعاً مؤثرِ حقیقی نہیں، کیونکہ اُس کی ذات

بقیہ...... مُلْتَزِمٌ لِمُتَابَعَةِ نَبِيٍّ مِنَ الاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَصْحُوبٌ بِصَحِيْحِ الاِعْتِقَادِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ. ترجمہ: کرامت سے مراد وہ خلافِ عادت امر ہے جس کا ظہور تحدی ومقابلہ کے لئے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور وظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع ، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔'' پھر اس کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''تحدی ومقابلہ نہ ہونے کی قید سے کرامت، معجزہ سے الگ ہوگئی۔ نیک نامی کے مشہور وظاہر ہونے کی قید سے معونت سے جدا ہوگئی اور معونت سے مراد عام مسلمانوں کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والا وہ خلافِ عادت کام ہے جو اِبتلاء وآزمائش سے چھٹکارا دلائے۔ اور کرامت میں درست عقیدہ اور نیک عمل کی قید سے یہ اِسْتِدْرَاج (یعنی بے باک فجار یا کفار سے ان کے موافق خلافِ عادت بات) سے جدا ہوگئی۔ نیز نبی کی متابعت (یعنی پیروی) کی قید سے اس خلافِ عادت کام سے جدا ہوگئی جو نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے جھوٹ کو ثابت کرتا ہو جیسے مُسَیْلِمَہ کَذَّاب نے میٹھے پانی کے کنوئیں میں اس کی مٹھاس بڑھانے کے لئے تھوکا تو وہ نمکین وکھارا ہوگیا۔'' (الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة، الباب الثانی فی الامور المهمة فی الشریعة، الفصل الاوّل فی تصحیح الاعتقاد، ج ۱، ص ۲۹۲)

کی حرکات وسکنات یعنی روحانی قوّتیں جیسے دیکھنے، سننے، چکھنے، چھونے اور سُونگھنے والی قوتیں، عقلی باطنی قوت، تفکُّر وتخیُّل (یعنی غوروفکر اور سوچنے) کی قوت، یاد کرنے کی قوت، اسی طرح اُس کے تمام اَعضاء اور پٹھوں کی ظاہری حرکات وغیرہ یہ تمام یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی نے پیدا فرمائی ہیں۔ اور وہ ولی اِن تمام روحانی وظاہری قوّتوں کا اپنی ذات میں ہر وقت مشاہدہ کرتا ہے، اور یقین رکھتا ہے، مگر بعض اَوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر غَفلَت طاری فرما دیتا ہے تو اُس وقت وہ اپنی سابِقہ حالت کے مطابق ولی ہی ہوتا ہے، جیسے سویا ہوا مؤمن کہ اُس وقت اُس پر غَفلَت طاری ہوتی ہے مگر وہ اپنی سابقہ حالت (یعنی بیداری) کے مطابق مؤمن ہی ہوتا ہے۔ اور یہ (یعنی بعض اَوقات غَفلَت طاری ہوجانا) اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کے اَحوال ومشاہدات کا اَدنیٰ دَرَجہ ہے۔''

اِختیاری مَوت کسے کہتے ہیں؟

بعض اَوقات عُلماء کرام رحمہم اللہ السلام اپنی اِصطلاح میں اسے اِختیاری موت کا نام دیتے ہیں، اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِس فرمان عالیشان کو دلیل بناتے ہیں:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(پ ۲۳، الزمر: ۳۰)

''مَیْت'' (یاء کے سکون کے ساتھ) اور ''مَیِّت'' (یاء کی تشدید کے ساتھ) کے درمیان فرق نہ کرنے کی صورت میں اِشارۂ آیت کے معنی یہ ہیں، جیسا کہ امام جَوْہَرِی نے ''اَلصِّحَاح'' میں ذِکر کیا کہ ''اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ نے اِنتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے، اگرچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات سے اور ان سے بھی ظاہری وباطنی طور پر سوچنے سمجھنے اور مختلف

کام سرانجام دینے کا معاملہ یکساں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ مبارکہ مخلوق (یعنی پیدا کی گئی) ہے جیسے ان کی حیات مخلوق ہے، اور یہ حیات ایک ایسا عَرَض ہے (یعنی جو دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہے) کہ جس کے موجود ہوتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بھی ذات میں باطنی طور پر اِدراک، اور ظاہری طور پر اَفعال واَقوال کو پیدا فرماتا ہے نہ کہ اِدراک واَفعال واَقوال کے سبب اِس حیات کو پیدا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ حیات اُن کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اِن تمام لوگوں میں دَرحقیقت یہ موت ہے، اور یہی اِختیاری مَوت ہے جو مقامِ ولایت میں شرط ہے، اور جب تک ولی اس کے ساتھ مُتَّصف نہیں ہوتا وہ ولی نہیں بن سکتا۔ اور اسی کی طرف سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمانِ عالیشان میں اِشارہ ملتا ہے: ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا بلاشبہ اس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیا۔''

(کشف الخفاء، الحدیث ۲۵۳۰، ج۲، ص۲۳٤)

''مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ'' سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص نے غلبۂ قدرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سبب عدم سے وجود میں آنے والی اپنی ظاہری وباطنی قوَّتوں کو پہچان لیا اس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیا۔

اور لفظِ ربّ کا معنی ہے مالِک، تو معنی یہ ہوئے کہ اس نے اپنے ظاہری وباطنی معاملہ کے مالِک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اِن قوَّتوں کو پیدا کرتا اور جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی جان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے اس میں تصرُّف فرماتا ہے، جیسا کہ رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم قسم کے لئے یہ اَلفاظ اَدا فرماتے تھے: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس کے تصرُّف میں میری تمام ظاہری و باطنی قوتیں ہیں! اور میرا اس میں ذاتی طور پر یقیناً کوئی دخل نہیں۔'' اور اسی سے نوافل کے ذریعہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنے کے متعلق مروی اِس حدیثِ پاک کا مفہوم سمجھا جاسکتا ہے کہ ''میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے……الٰی اٰخرہ۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث ۶۵۰۲، ص ۵۴۵)

پس اسی لئے نوافل کے ذریعہ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل کرنے والے کے لئے یہ ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس کی تمام قوتوں میں تصرُّف کرنے والا کوئی فاعلِ حقیقی (یعنی رب عَزَّوَجَلَّ) ہے۔ اور یہ تمام قوّتیں اس کے پاس عارضی اور زائل ہونے والی ہیں جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے، جب یہ قوّتیں قُربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل کرنے والے کی نظر سے زائل ہوجاتی ہیں تو ان کی جگہ انوارِ الٰہی ظہور پذیر ہوتے ہیں، اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ اس کے لئے اِختیاری موت کو تسلیم کیا جائے۔

موت کرامات کے منافی نہیں:

جب حقیقت یہ ہے تو عارفین کے نزدیک ولایت موتِ اِختیاری کے اِدْراک اور اس کے ساتھ متحقِّق ہونے سے مشروط ہوئی، اور اس وقت ان حضرات کے نزدیک کراماتِ اولیاء کے لئے موت شرط ہوگی نہ کہ زندگی۔ تو کوئی عاقل یہ گمان کیسے کرسکتا ہے کہ موت کرامات کے منافی ہے؟ حالانکہ موت تو کرامات کے لئے شرط ہے۔ پھر جب تک کوئی اِنسان اپنی ذات میں اس موت کا یقین نہ

کرلے وہ عارف ہوسکتا ہے نہ ولی، بلکہ وہ صرف عام مؤمن ہے جو غافل ہے اور اس پر پَردے پڑے ہیں۔

ولی اور غیرِ ولی میں فرق:

یہ سب کچھ اس لئے ہے کیونکہ ولی اپنے تمام ظاہری وباطنی معاملات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپُرد کردیتا ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے ذکر کیا ہے، جبکہ غیرِ ولی پر اس کا نفس حاوِی ہوتا ہے کیونکہ وہ تمام معاملات کے حقیقی مالک سے غفلت اور پردے میں ہوتا ہے اور وہ حقیقی مالِک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے کہ وہی ہر مؤمن وکافر، غافل وہوش مند کے تمام معاملات کا مالِک ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ (پ ۲۳، الزمر: ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

مطلب یہ کہ عقل والے ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ مؤمن وکافر دونوں کے درمیان اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کہ ہر ایک کے تمام معاملات کا حقیقی مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

بعدِ وصال ثبوتِ کرامات پر دلائل

دلیل نمبر۱:

فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام کے کئی اَقوال موت کے بعد کرامات کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:

(۱)...... فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں ''قبروں کو پامال کرنا (چلنا، روندنا وغیرہ)

مکروہ ہے۔‘‘

(۲)......اِمَام خَبَّازِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ’’مُخْتَصَر مُحِیطِ سَرَخْسِی‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’حضرت سیِّدُ نا اِمامِ اَعظم ابوحَنِیْفَہ نُعْمَان بن ثابِت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قبر کو پامال کرنے، اس پر بیٹھنے، سونے، پیشاب اور قضائے حاجت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔‘‘ (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی سنن الدفن، ج۲، ص ٦٥)

کیونکہ اِس میں صاحبِ قبر کی توہین ہے۔

(۳)......حضرت سیِّدُ نا عمر بن علی بن فارِس کِنَانی حَنَفِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی المعروف قَارِئُ الْھِدَایَہ کی تصنیف ’’جامع الفتاوی‘‘ میں ہے کہ ’’بعض جید علماء کرام رحمہم اللہ السلام سے قبروں کو پامال کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اِس فعل کو مکروہ قرار دیا۔‘‘ پوچھا گیا: ’’کیا مکروہ سے مراد خلافِ اَوْلٰی ہے؟‘‘ فرمایا: نہیں، بلکہ قبر پر چلنے والا شخص گنہگار ہے، کیونکہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیَّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ’’بے شک مجھے اپنا پاؤں آگ کے اَنگارہ پر رکھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن......الخ، الحدیث ١٥٦٧، ص ٢٥٧٠، ماخوذاً)

(۴)......فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام سے پوچھا گیا: ’’صندوق اور اس کے اُوپر کی مٹّی چھت کی مانند ہے (یعنی جب چھت پر چلنا جائز ہے تو قبر پر کیوں ناجائز ہے)؟‘‘ ارشاد فرمایا: ’’اگرچہ میّت کا صندوق اور اس کی مٹّی چھت کی مانند ہوتی ہے لیکن میت کا حق تو اب بھی باقی ہے۔‘‘ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس عشر فی زیارہ القبور، ج٥، ص ٣٥١، مفھومًا) لہٰذا اس کو پامال کرنا جائز نہیں۔

(۵)......اِمام خُجَندِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے سوال کیا گیا اگر کسی شخص کے والدین کی قبریں دیگر مسلمانوں کی قبروں کے درمیان ہوں تو کیا اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ دُعا و تسبیح اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے گزرے اور اپنے والدین کی قبروں کی زیارت کرے؟ تو ارشاد فرمایا: ''اگر مسلمانوں کی قبروں پر چلے بغیر ممکن ہو تو اِجازت ہے ورنہ نہیں۔'' (المرجع السابق)

(۶)......فتح القدیر میں ہے کہ ''قبر پر بیٹھنا اور اسے پامال کرنا مکروہ ہے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جنہوں نے اپنے رشتہ داروں کی قبریں بنائیں بعد میں ان کے قریب دیگر مسلمانوں کی قبریں بھی بن گئیں تو ان کا دیگر قبروں پر چلتے ہوئے اپنے قریبی رشتہ دار کی قبر پر جانا مکروہ ہے، اور قبر کے پاس سونا و قضائے حاجت کرنا بھی مکروہ ہے، بلکہ قضائے حاجت بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے۔ اور ہر وہ کام جو سنت سے ثابت نہ ہو مکروہ ہے اور سنت سے صِرف کھڑے ہو کر زیارت کرنا اور دُعا کرنا ثابت ہے۔ جیسا کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ یعنی تم پر سلامتی ہو اے مؤمنین کے گروہ! اور بے شک ہم بھی اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! جلد تم سے ملنے والے ہیں، اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

(فتح القدیر شرح الهدایه، کتاب الصلاة، فصل فی الدفن، ج ۲، ص ۱۰۲)

قبروں پر چلنا، بیٹھنا وغیرہ کیوں مکروہ ہے؟

فقہ کی کتابوں سے یہی ثابت ہے کہ ''قبروں پر چلنا اور ان پر بیٹھنا مرنے کے بعد مسلمانوں کی کرامت (یعنی عزّت) کی وجہ سے ہی مکروہ ہے، اور یہ کرامت

شرع سے ثابت ہے، اور کرامت مخلوق میں جاری خلافِ عادت کام کو کہتے ہیں کیونکہ عادت اس طرح جاری ہے کہ انسان کے لئے زمین پر چلنا، بیٹھنا اور مُردہ جانوروں کے اَعضاء کو پاؤں سے رَوندنا جائز ہے مگر یہ تمام اُمور اَہلِ اِیمان مُردوں کے ساتھ قطعاً جائز نہیں۔ ان (اہلِ ایمان) کے حق میں عادت مختلف ہوگئی لہٰذا ان کے حق میں مذکورہ تمام اَفعال مکروہِ تحریمی ہیں۔ کیونکہ مطلقاً مکروہ بولا جائے تو اس سے مراد مکروہِ تحریمی ہوتا ہے اور یہ حکمِ کراہت اہلِ اِیمان کی موت کے بعد ان کی تعظیم کے لئے دیا گیا ہے، یہ تمام اَحکام تو عام مؤمنین کی قبروں کے لئے ہیں تو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَولیاء ہوں اور اس کی بارگاہ میں مقرَّب ہوں ان کی قبروں کے کیا اَحکام ہوں گے۔ ہمارے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ شرعاً موت کے بعد کرامت (یعنی عزَّت وتکریم) ثابت ہے۔

دلیل نمبر۲:

موت کے بعد ثبوتِ کرامات پر یہ بات واضح دلیل ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم زیارتِ قبور کے لئے جنت البقیع تشریف لے جاتے اور ان کے پاس کھڑے ہوکر ان کے لئے دُعا فرماتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا، الحدیث ۲۲۵۵، ص ۸۳۰) کیونکہ اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس بات کو پیشِ نظر نہ رکھتے کہ مؤمنین کے دفن ہونے کے سبب ان کی قبروں کے پاس خصوصیتِ مقام کی وجہ سے دُعا قبول ہوتی ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس جگہ یہ دُعا نہ فرماتے: ''اَسْأَلُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یعنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔'' (المرجع السابق، الحدیث ۲۲۵۷، ص ۸۳۱)

اور مؤمنین کی قبور کہ جن پر رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا نزول ہوتا ہے، کی برکت سے دُعا کا قبول ہونا مؤمنین کے اِنتقال کے بعد ان کی کرامات میں سے ہے اور یہ تو عام اہلِ ایمان کی قبروں کا حال ہے تو پھر خاص اہلِ توحید، کامل یقین والے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقرَّبین کی قبور کا عالم کیا ہوگا۔ اور اس میں بھی اِنتقال کے بعد کرامت کا ثبوت ہے۔

دلیل نمبر ۳:

شریعت کا حکم ہے کہ مسلمان مَیّت کو اس کے اِحترام کی وجہ سے غسل دینا، کفن پہنانا اور دفن کرنا واجب ہے اور یہ ایسی کرامت (یعنی عزّت وتکریم) ہے جو شریعت نے اِنتقال کے بعد مؤمنین کے لئے رکھی ہے اور یہ خلاف عادت بات ہے کیونکہ بنی آدم میں سے تمام کافروں اور تمام جانوروں کے حق میں ان کے مرنے کے بعد یہ عادت جاری ہے کہ ان کو غسل نہیں دیا جاتا۔

دلیل نمبر ۴:

صاحبِ نہایہ نے **شرح ہدایہ** میں فرمایا: ''مَیّت موت کے سبب نجس ہو جاتی ہے اور نجاست کو زائل کرنے کے لئے اس کو غسل دینا واجب ہے۔ اور یہ بات بھی آدمی کے لئے موت کے سبب کرامت (یعنی اِعزاز واِکرام) کو ثابت کرتی ہے جبکہ باقی تمام حیوانات میں ایسا نہیں۔''

دلیل نمبر ۵:

جامع الفتاویٰ میں ہے: ''مَیّت کو اس لئے غسل دیا جاتا ہے کہ وہ خون والے جانوروں کی طرح موت کے سبب نجس ہو جاتی ہے البتہ! مؤمن بعدِ غسل کرامت (یعنی عزّت) کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے۔'' بعض علماء کرام رحمہم اللہ السلام

فرماتے ہیں: ''چونکہ وہ مؤمن ہے اس لئے ناپاک نہیں ہوتا البتہ! اسے غسل اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ (جوڑوں کے ڈھیلے پڑ جانے وغیرہ اَسباب کی وجہ سے) بے وضو ہو جاتا ہے۔'' (فتح القدیر شرح الھدایہ، باب الجنائز، فصل فی الغسل، ج۲، ص۱۰۸، مفھومًا) یہ اَقوال بھی مؤمن کے اِنتقال کے بعد اس کی کرامت (یعنی عزّت وعظمت) کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۶:

جامع الفتاویٰ میں مزید یہ بھی ہے: ''جب میِّت مشائخِ عظام، علماء و ساداتِ کرام رحمہم اللہ السلام کی ہو تو اس کے اُوپر عمارت (یعنی مقبرہ وغیرہ) بنانا مکروہ نہیں۔'' اسی میں ہے کہ ''میِّت کو غسل دینے والا باطہارت ہو (یعنی اُس پر غسل فرض نہ ہو) اور جُنبی اور حیض والی کا غسل دینا مکروہ ہے۔'' (ردالمحتار، باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی حدیث......الخ، ج۳، ص۱۱۱۔ الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۹) یہ بھی مؤمن کے لئے بعد اَز وفات کرامت کا واضح ثبوت ہے۔ بلکہ تمام کرامات مؤمن کے لئے اس کی موت کے بعد ہی ہوتی ہیں، دُنیاوی زندگی میں اس کے لئے حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً کرامت ہوتی ہے کیونکہ وہ دشمنانِ اِلٰہی عَزَّوَجَلَّ کے پڑوس میں ایسے گھر میں رہتا ہے جس میں ذاتِ باری تعالیٰ کو جھٹلایا جاتا ہے، اور اس میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہو سکتا۔

بعدِ موت اِیمان قائم رہتا ھے

عُمدۃُ الْاِعْتِقَاد میں حضرت سیِّدُنا ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نَسَفِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ہر مؤمن اِنتقال کے بعد بھی حقیقتاً مؤمن ہی ہوتا

ہے جیسا کہ سونے کی حالت میں مؤمن تھا۔ اوراسی طرح رُسل واَنبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی وفات کے بعد بھی حقیقتاً رُسل واَنبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی ہوتے ہیں اس لئے کہ رُوح نبوّت اور اِیمان کے ساتھ متّصف ہوتی ہے اور وہ موت کے سبب تبدیل نہیں ہوتی۔''

(تفسیر روح البیان ، پ١٧ ، الانبیاء ، تحت الایة ٣٥، ج٥ ، ص٤٧٨)

(حضرت مصنّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) ہم کہتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا اِمَام نَسَفِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی مراد یہ ہے کہ مؤمن سے مراد مؤمنِ کامل یعنی ولی اور ایمان سے مراد اِیمانِ کامل یعنی ولایت ہے ، اور ولایت موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے، کیونکہ یہ روح کی صفت ہے اور رُوح موت کے سبب تبدیل نہیں ہوتی۔ یا مؤمن سے مراد مطلق مؤمن اور اِیمان سے مراد مطلق اِیمان ہے،تو اس صورت میں مؤمن کامل اور اِیمان کامل کا حکم بطریقِ اَوْلٰی وہی سمجھا جائے گا جو ہم نے بیان کیا۔ خصوصاً جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اہلِ جنت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ (پ٢٥ ،الدخان:٥٣)

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے۔

اب ہم اہل اللہ کے طریقہ پر چلتے ہوئے اس آیتِ مبارکہ کے اِشارہ (یعنی اشارۃ النص) پر کلام کرتے ہیں، اوراس کی عبارت (یعنی عبارۃ النص) کا اِنکار بھی نہیں کرتے۔''[1] پس ہم کہتے ہیں:

---

[1] ...... ''کسی آیتِ مبارکہ کی عبارت سے جو حکم سمجھ آرہا ہو اسے عِبَارَۃُ النَّص اور جو حکم اشارتاً سمجھ آرہا ہو اسے اِشَارَۃُ النَّص کہتے ہیں۔'' مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا: ''لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ (پ٢٨ ، الحشر:٨) ترجمۂ کنزالایمان:...... بقیہ اگلے صفحہ پر

نفسانی موت اور بدنی موت:

عارِفین کی موت دو طرح کی ہے، ایک نفسانی موت اور دوسری بدنی موت اور عرفاء کے نزدیک نفسانی موت معتبر ہے نہ کہ بدنی۔ کیونکہ بدن نفس کی رہائش گاہ ہے اور اعتبار ساکن یعنی گھر میں رہنے والے کا ہوتا ہے نہ کہ گھر کا اور راز رہنے والوں میں ہوتا ہے نہ کہ رہائش گاہ میں۔ پس جب عارفین ظاہری اور باطنی طور پر اپنے نفس کے ساتھ شرعی مجاہدہ کرتے ہیں اور استقامت کی راہ پر چلتے رہتے ہیں تو ان کے نفوس (اختیاری موت) مر جاتے ہیں، اور موت کا ذائقہ چکھ لینے کی بنا پر حق تعالیٰ کو پالیتے ہیں۔ اُن کی روحیں دُنیا میں نفوس کے واسطہ کے بغیر جسموں کی تدبیر میں مصروف رہتی ہیں۔ پس وہ عارفین صورتِ بَشَری میں فرشتے ہوتے ہیں، کیونکہ فرشتے بھی محض اَرواح ہیں، اور عارفین بھی نفوس کی موت کے بعد صرف روحیں ہی رہ جاتے ہیں، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلام حضرت سیِّدُنا دِحیَہ کَلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔

جب عارِفین کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں کے نظام سے منقطع ہو جاتا ہے اس وقت وہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح ہوتے ہیں جب وہ

بقیہ...... (مالِ غنیمت) ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔'' اس آیتِ مبارکہ میں ''مہاجر فقراء کے لئے مالِ غنیمت کے مستحق ہونے کا حکم'' عِبَارَۃُ النَّص ہے کیونکہ آیتِ مبارکہ کی عبارت سے یہی سمجھ آرہا ہے۔ اور ''مسلمان کے مال پر قبضہ کرنے کے بعد کافر کی ملکیت کے ثبوت کا حکم'' اِشَارَۃُ النَّص ہے کیونکہ آیتِ مبارکہ سے اشارۃً یہ حکم سمجھ آرہا ہے۔ (ماخوذ اَز تلخیصِ اُصول الشاشی، ص٤٦، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

صورتِ بَشَرِی سے جدا ہوکر عالَمِ اَرواح کی طرف لوٹ جاتے ہیں، ان عارفین کے حق میں اسے موتِ حقیقی نہیں بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم اور ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں منتقل ہونا کہتے ہیں، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے حق میں اِرشاد فرمایا:

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰىۚ (پ ۲۵، الدخان: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے۔

یہ آیتِ مبارکہ کا ایک اشارہ ہے جس کے معانی ومفاہیم کی کوئی حد نہیں اور اس کی حکمتیں، اسرار اور اشارات کبھی ختم نہ ہوں گے۔

جب حقیقتِ حال یہی ہے تو پھر کوئی عقل مند یہ گمان کیسے کرسکتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اس ولی سے اِنعام واِکرام کو منقطع فرمادے گا جس کی ولایت اس کی طبعی موت کے سبب کامل ہوگئی اور وہ عالَمِ مجرَّدات یعنی عالَمِ اَرْوَاح کے ساتھ ملحق ہوکر فرشتوں کی معیت میں پہنچ گیا۔ جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے وصالِ ظاہری کے وقت فرمارہے تھے: ''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملادے۔'' (صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب دعاء النبی صلی اللہ علیه وسلم :اللّٰھم الرفیق الأعلی، الحدیث ٦٣٤٨، ص٥٣٤)

بعد وصال کرامات کا ثبوت

موت کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں سے کرامات ظاہر ہونے سے مُتَعَلِّق حکایات اور واضح خبروں پر مشتمل مُحقّقین اہل اللہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں، اور میں

نے ان کو ایسے قابلِ اِعتماد راویوں سے لیا ہے جن کے اِنکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔

اِمَام غَزَّالِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی کرامت:

ہمارے پیشوا، مجتہدِ کامل، عالِمِ باعمل حضرت سیِّدُنا شیخ محی الدین اِبنِ عَربی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب ''رُوحُ الْقُدُس فِی مناصحۃِ النُّفُس'' میں حضرت ابوعَبدُاللّٰہ اِبن زَیْن یابُرِی اِشْبِیْلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حالات لکھتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں میں ہوتا ہے، ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیِّدُنا اِمَام غَزَّالِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کے رد میں ابوالقاسم بن حَمدِین کی لکھی ہوئی کتاب پڑھ رہے تھے، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی چلی گئی، اسی وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور گریہ وزاری کی اور قسم کھائی کہ آئندہ کبھی بھی اس کتاب کو نہ پڑھوں گا اور اسے اپنے آپ سے دور رکھوں گا، اسی وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی واپس لوٹا دی۔ یہ حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد امام محمد بن محمد غَزَّالِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی کرامت ہے جو ان کے انتقال کے بعد حضرت سیِّدُنا ابوعَبدُاللّٰہ اِبن زَین یابُرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ذریعے ظاہر ہوئی۔''

اسی طرح کے واقعات حضرت سیِّدُنا اِمام جَلالُ الدِّین سُیُوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے تذکرۂ موت میں تصنیف کردہ اپنی کتاب ''بشری الکئیب بلقاء الحبیب'' میں بیان فرمائے ہیں۔

فرشتوں کا اَہلِ سنّت کو قبر میں تلقین کرنا:

حضرت سیِّدُنا حافظ ابوالقاسم لالکائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''اَلسُّنَّۃ'' میں

ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ محمد بن نَصْر صَائِغ فرماتے ہیں: ''میرے والد صاحب نمازِ جنازہ پڑھنے کے بہت شوقین تھے، انہوں نے مجھ سے اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے کہا: بیٹا ایک دفعہ میں کسی جنازہ میں شریک ہوا، جب لوگوں نے میت کو قبر میں اتار دیا تو میں نے دیکھا کہ دو شخص قبر میں اترے، پھر ایک تو باہر نکل آیا مگر دوسرا قبر میں ہی تھا کہ لوگوں نے مٹی ڈال دی، میں نے کہا: اے لوگو! کیا میت کے ساتھ زندہ شخص کو بھی دفن کر دو گے؟ لوگوں نے کہا: ''قبر میں تو کوئی نہیں ہے'' میں نے سوچا ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو، میں دوبارہ قبر پر گیا اور پھر سوچا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دو شخصوں کو قبر میں اترتے دیکھا تھا جن میں سے ایک تو نکل آیا تھا مگر دوسرا قبر ہی میں موجود تھا، لہٰذا اب میں قبر کے پاس ہی موجود رہوں گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر یہ معاملہ منکشف فرما دے۔ چنانچہ میں نے دس مرتبہ سورۂ یٰسین اور دس مرتبہ سورۂ مُلک کی تلاوت کی، پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور گڑگڑاتے ہوئے یوں التجا کی: ''اے میرے پَرْوَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ! جو کچھ میں نے دیکھا اس کا حال مجھ پر منکشف فرما، بے شک میں اپنی سمجھ اور دِین کے بارے میں خوفزدہ ہوں۔'' تو اَچانک قبر شَق ہوئی اس میں سے ایک شخص نکل کر ایک جانب چل دیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا اور اس سے کہا: ''اے شخص تجھے تیرے معبود کا واسطہ! کیا تو تھوڑی دیر نہیں رُک سکتا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھ لوں؟'' لیکن اس نے میری طرف توجہ نہ دی اور مسلسل چلتا ہی رہا، میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ کہا تو اس نے میری طرف توجہ کی اور کہا: ''کیا تم نَصْر صَائِغ ہی ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں میں ہی نَصْر صَائِغ ہوں۔'' اس نے کہا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: ''ہم رحمت کے فرشتوں

میں سے دو فرشتے ہیں، ہمارے ذمے یہ کام ہے کہ اہلِ سنّت میں سے جب بھی کسی کا اِنتقال ہوتا ہے اور اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو ہم اس کی قبر میں اُتر کر اسے حجت (یعنی سوالاتِ قبر کے جوابات) کی تلقین کرتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر وہ فرشتہ غائب ہوگیا۔'' (شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، الرقم ۲۱۴۵، ج۲، ص۹۶۹)

قَبُروں کے مُختَلِف اَحوَال

نرم وملائم ریشمی لباس والے:

حضرت سیِّدُنا امام ابوالسعادات عبداللہ بن اَسعد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ''رَوضُ الرَّیاحِین'' میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے قبر والوں کے مراتب دکھا۔'' فرماتے ہیں: ایک رات میں نے خواب میں مختلف قبروں کو دیکھا کہ شق ہوچکی ہیں، اور قبر والوں کے مختلف اَحوال ہیں کوئی مزے سے نہایت نفیس وریشمی بستر پر، کوئی ریشم کے نرم وملائم عمدہ قیمتی بستر پر، کوئی خوشبودار بستر پر محوِ استراحت ہے تو کوئی شاہی مسند پر اور کوئی رو رہا ہے تو کوئی خوشی سے مسکرا رہا ہے۔''

میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو چاہتا تو ان سب کو یکساں اِعزاز واِکرام سے نواز دیتا، تو اَچانک قبر والوں میں سے کسی نے پکارا، اے فلاں! یہ سب کچھ اَعمال کا بدلہ ہے، جو نہایت ریشمی نرم بستر والے ہیں یہ حضرات اَچھے اَخلاق کے مالک ہیں اور جو ریشم کے عمدہ وقیمتی بستر والے ہیں وہ شہداء ہیں، اور جو خوشبودار بستروں والے ہیں وہ روزہ دار ہیں، جو شاہی مسندوں والے ہیں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے باہم محبت رکھنے والے ہیں اور

جو رو رہے ہیں وہ گناہ گار ہیں اور جو مسکرا رہے ہیں وہ توبہ والے ہیں۔''

(روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ والستون بعد المئۃ، ص۱۷۹)

مُردوں کو اَچھی یا بُری حالت میں دیکھنا:

حضرت سیِّدُنا اِمام ابو السعادات عبد اللہ بن اَسعد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مزید فرماتے ہیں: ''مُردوں کو اَچھی یا بُری حالت میں دیکھنا یہ کَشف کی ایک قِسم ہے، جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی خوشخبری، نصیحت، یا میت کی بہتری، کسی خیر کے پہنچنے، یا اَدائے قرض وغیرہ کے سبب ظاہر فرماتا ہے۔ پھر یہ کَشف عام طور پر سونے کی حالت میں ہوتا ہے، البتہ! کبھی بیداری کی حالت میں بھی ہوتا ہے اور یہ اُن اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی علیہم کی کرامات میں سے ہے جو اعلیٰ مقامات اور احوال کے مالک ہیں۔''

(روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ والستون بعد المئۃ، ص ۱۸۱)

اَولیاء کرام کا اَہلِ قُبور سے باتیں کرنا:

''کفایۃ المعتقد'' میں فرمایا کہ ہمیں بعض دوستوں نے یہ بھی خبر دی کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو بعض اَوقات اپنے والد کے مزار پر آتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں۔''

(شرح الصدور، باب زیارۃ القبور...الخ ، ص۲۰۹)

اَولیاء کرام کا اپنی قبروں میں اَذان کا جواب دینا:

حضرت سیِّدُنا امام لالکائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کتاب ''اَلسُّـنَّۃ'' میں نقل کرتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن معین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے فرمایا: مجھے ایک گورکن نے

بتایا کہ میں نے اس قبرستان میں نہایت ہی عجیب وغریب بات دیکھی کہ ایک دن جب مؤذن اَذان دے رہا تھا تو ایک قبر والا اس کا جواب دے رہا تھا۔''

(شرح اصول اعتقاد اھل السنة والجماعة، الرقم ٢١٥٣، ج٢، ص٩٧٣)

اَولیاءِ کرام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا:

حضرت سیِّدُنا اِمام ابونعیم اَحمد بن عبداللہ اَصْفَہَانی شَافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ''حِلْیَۃُ الاوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الاَصْفِیَاء'' میں نقل فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا سَعِید بن جُبَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے اور حضرت سیِّدُنا حُمَیدطَوِیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنَانِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو لحد میں اُتارا جب ہم نے قبر کی اِینٹیں درست کیں تو ایک اینٹ گرگئی، میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنَانِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور وہ دُنیا میں یوں دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ الصَّلَاۃَ فِیْ قَبْرِہٖ فَاَعْطِنِیْھَا یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اُس کی قبر میں نماز اَدا کرنے کا شرف بخشا ہے تو مجھے بھی یہ شرف ضرور عطا فرمانا۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ان کی اس دُعا کو رَدّ فرمائے۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکر المؤمن فی قبرہ، ص ٣٥٠۔حلیة الاولیاء، ثابت البنانی، الرقم ٢٥٦٨، ج٢، ص٣٦٢، عن شیبان بن جسر عن ابیه)

❀❀❀❀❀❀❀❀

اَوْلِیَاءِ کِرَام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اپنی قبروں میں تِلاوت فرمانا

قبر میں سورۂ ملک کی تلاوت:

(۱)......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہمار وایت فرماتے ہیں: حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خیالی میں ایک قبر پر خیمہ نصب کر دیا، انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، انہوں نے دیکھا کہ اُس قبر میں ایک شخص سورۂ ملک کی تلاوت کررہا ہے یہاں تک کہ اس نے سورت کی تلاوت مکمل کرلی۔ وہ صحابی حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا، سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''یہ سورت روکنے والی اور نجات دینے والی ہے جو عذابِ قبر سے نجات دے گی۔'' (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة الملك، الحديث ۲۸۹۰، ص۱۹۴۲)

حضرت سیِّدُنا ابو القاسم سعدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ''کِتَابُ الْاِفْصَاح'' میں فرماتے ہیں: مذکورہ بالا واقعہ میں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ''مرنے والا اپنی قبر میں تلاوت بھی کرتا ہے۔'' کیونکہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کی خبر دی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی تصدیق فرمائی۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکر قراءة الموتی فی قبورھم، ص۳۵۱)

سیِّدُ ناعبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبر میں تلاوت کرنا:

(۲)......حضرت سیِّدُ نا عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مقامِ ''غابہ'' میں اپنا مال لینے گیا، وہاں رات ہوگئی، میں حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمرو بن حِزَام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے ان کی قبر سے اتنی شیریں قراءَت سنی کہ اس سے پہلے ایسی قراءَت نہ سنی تھی۔ جب میں سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے سارا معاملہ عرض کیا، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان بندوں میں سے ہے جن کی روحوں کو قبض فرما کر اس نے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھ دیا اور پھر ان قندیلوں کو جنت کے درمیان معلّق کر دیا۔ جب بھی رات آتی ہے تو ان کی روحیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ پوری رات یہیں رہتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو انہیں واپس اس جگہ لوٹا دیا جاتا ہے جہاں ان کو رکھا گیا ہے۔'' (المرجع السابق)

سیِّدُ نا ثابِت بُنانِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر میں تلاوت کرنا:

(۳)......حضرت سیِّدُ نا امام ابو نُعَیم احمد بن عبداللہ اَصْفَہانی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ''حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء'' میں نقل کرتے ہیں، حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن صِمَّہ مُہَلَّبِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سحری کے وقت قلعہ کے پاس سے گزرنے والوں نے مجھے بتایا کہ جب ہم حضرت سیِّدُ نا ثابِت بُنانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو ہمیں قرآنِ پاک پڑھنے کی آواز آتی ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، الرقم ۲۵۸۳، ج۲، ص ۳۶۵، بتغیرٍ۔شرح الصدور، ص ۱۸۸، بتغیرٍ)

قبر میں تلاوت:

(٤)......حضرت سیِّدُ ناسَلَمہ بن شُعَیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ایک پرہیز گار گورکن حضرت سیِّدُ نا ابوحمّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو فرماتے سنا: ''میں جمعۃ المبارک کے دن دوپہر کے وقت قبرستان میں گیا، جس قبر کے قریب سے گزرتا اس سے قرآنِ پاک کی تلاوت سنائی دیتی۔''

(شرح الصدور، باب احوال الموتٰی فی قبورھم......الخ ، ص١٨٨)

بلخی بزرگ کا قبر میں تلاوت کرنا:

(٥)......حضرت سیِّدُ ناعَاصِم سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ہم نے بَلخ (شہر) میں ایک قبر کھودی تو وہ دوسری قبر میں کھل گئی، اس میں سبز چادر اوڑھے قبلہ کی طرف منہ کئے ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے اوران کے اِردگرد سبزہ ہی سبزہ تھا اور آغوش میں قرآنِ پاک رکھا تھا جس کی وہ تلاوت فرما رہے تھے۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکرقراءۃ الموتی فی قبورھم ، ص ٣٥١)

قبر میں تلاوت کرنے والا نوجوان:

(٦)......حضرت سیِّدُ نا اِبن مَنْدَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ انتہائی متقی گورکن حضرت سیِّدُ نااَبو نَصر نَیْشَاپُورِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک اور قبر کُھل گئی، میں نے اس میں دیکھا کہ خوشبو سے معطَّر ایک خوبصورت نوجوان، بہترین لباس پہنے چارزانو بیٹھا ہے اوراس کی آغوش میں نہایت ہی خوشخط، سبز رنگ سے لکھا ہوا قرآنِ پاک موجود ہے، میں نے اس سے پہلے کبھی ایسا قرآنِ پاک نہ دیکھا تھا، اوروہ اُس کی تلاوت کررہا تھا

اس نوجوان نے میری طرف دیکھ کر پوچھا: کیا قیامت قائم ہوگئی؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: میری قبر بند کردو۔ تو میں نے اس کی قبر بند کردی۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکرقراء ۃالموتی فی قبورھم، ص۳۵۱)

شہید کا اپنی قبر میں قرآنِ پاک پڑھنا:

(۷)......حضرت سیِّدُ ناسُہَیْلِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **''دَلَا ئِلُ النُّبُوَّۃ''** میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں کہ '' انہوں نے ایک جگہ قبر کھودی، اس میں ایک طرف کھڑکی کھل گئی، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے قرآنِ پاک رکھا ہے جس کی وہ تلاوت کررہا ہے، اور سامنے ہی ایک سبز باغ ہے'' یہ واقعہ اُحد میں پیش آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ شہید ہو کیونکہ اس کے چہرے پر ایک طرف زخم دکھائی دے رہا تھا۔'' اس واقعہ کو حضرت سیِّدُ نا ابوحیّان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے بھی اپنی تفسیر میں بیان فرمایا۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکرقراء ۃالموتی فی قبورھم، ص۳۵۲)

قبر میں سونے کا قرآنِ پاک پڑھنا:

(۸)......حضرت سیِّدُ نا امام ابوالسعادات عبداللہ بن اَسْعَد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی **''رَوْضُ الرَّیَاحِیْن''** میں بعض صالحین سے نقل کرتے ہیں، فرمایا میں نے ایک عابد شخص کے لئے قبر کھود کر اس میں لحد بنائی، میں لحد کو برابر کررہا تھا کہ ساتھ والی قبر کی ایک اینٹ گرگئی، میں نے اس قبر میں دیکھا تو سفید لباس میں ملبوس ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس میں تشریف فرما ہیں، اور ان کے سامنے سونے سے لکھا ہوا قرآن پاک رکھا ہے جس کی وہ تلاوت فرمارہے ہیں، انہوں نے میری طرف سر

اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، کیا قیامت قائم ہوگئی؟'' میں نے کہا: نہیں۔'' تو فرمانے لگے: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں معاف فرمائے، اینٹ کو اپنی جگہ پر رکھ دیں۔'' پس میں نے اینٹ کو اس کی جگہ رکھ دیا۔''

(بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکرقراء ۃالموتی فی قبورھم، ص۳۵۲)

قبر میں تخت پر بیٹھ کر قرآنِ پاک پڑھنا:

(۹)......حضرت سیِّدُنا اَمام یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی مزید فرماتے ہیں: ''ہمیں ایک معتبر قبر کھودنے والے نے بتایا کہ اس نے ایک قبر کھودی، اس میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا نظر آیا جو ہاتھ میں قرآن پاک لئے تلاوت کر رہا تھا اور اس کے نیچے ایک نہر بَہ رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر اس پر بے ہوشی طاری ہونے لگی، وہ جوں توں کر کے قبر سے نکلا اور کسی کو پتا نہ چل سکا کہ اسے کیا ہوا ہے، پھر تیسرے دن اسے ہوش آیا۔''

(المرجع السابق۔ روض الریاحین، الحکایۃ الثانیۃوالستون بعد المئۃ،ص ۱۸۰)

کفن کی واپسی:

حضرت سیِّدُنا سعید بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِٔ رسول حضرت سیِّدُنا اُھبان بن صَیفی غِفَارِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیِّدَتُنا عُدَیْسَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: ''ہمارے والد محترم نے ہمیں وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے ایک قمیص میں کفنانا، ہم نے آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا، دوسری صبح ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں ہم نے انہیں دفنایا تھا وہ ہمارے پاس ہی تھی۔'' (شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ و الجماعۃ، الرقم ۲۱۱۴، ج۲،ص۱۳۶۴، بتغیرٍقلیلٍ)

مُردوں کو اَشیاء پہنچنا:

حضرت سیِّدُنا اِمام اِبنِ اَبِی الدُّنیا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ''کِتَابُ الْمَنَامَات'' میں حضرت سیِّدُنا راشد بن سعد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مُرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ ''ایک شخص کی زوجہ کا اِنتقال ہوگیا، رات کو اس نے خواب میں چند عورتوں کو دیکھا جن میں اس کی زوجہ نہ تھی، اس نے ان عورتوں سے اپنی زوجہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ''تم لوگوں نے اسے کم قیمت کا کفن دیا تھا اس لئے اسے ہمارے ساتھ نکلتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' وہ شخص سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا، حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مرنے کے قریب ہو؟'' پھر وہ ایک ایسے انصاری کے پاس گیا جو قریبِ مرگ تھا، اور اسے صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا اگر مُردوں کو کوئی چیز پہنچائی جاسکتی ہے تو میں پہنچادوں گا، جب اس انصاری کا انتقال ہوگیا تو اس شخص نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے اس انصاری کے کفن میں لاکر رکھ دیئے۔ جب رات ہوئی تو اسے خواب میں وہی عورتیں نظر آئیں اور اس دفعہ ان کے ساتھ اس کی زوجہ بھی تھی اور اس نے زرد رنگ کے وہی دو کپڑے پہن رکھے تھے۔''

(الموسوعة للامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات ،الحدیث ۱۶۱ ،ج۳،ص۹۵)

اِنتقال کے بعد اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ السلام کا مدد فرمانا:

حضرت سیِّدُنا شیخ شَعْرَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اپنی کتاب ''طَبَقَاتُ الْاَخْیَار'' میں حضرت سیِّدُنا شیخ اَحمد بَدَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حالاتِ زندگی لکھتے ہوئے

بیان فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا عَبْدُ الْعَزِیز دِیْرِیْنِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے حضرت سیِّدُ نا اَحمد بَدَ وِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے: ''وہ ایسا سمندر ہیں جس کی کوئی حد نہیں، وہ فرنگ (یعنی یورپ) سے قیدیوں کو لاتے اور ڈاکوؤں کے خلاف لوگوں کی مدد فرماتے، ڈاکوؤں اور مدد مانگنے والوں کے درمیان ان کے حائل ہونے کے واقعات اس قدر ہیں کہ کئی دفتر بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔''

حضرت سیِّدُ نا اِمام شَعْرَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''میں نے خود اپنی آنکھوں سے 945 ہجری میں حضرت سیِّدُ نا عَبْدُ الْعَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا جو بیڑیوں میں جکڑا اور گھبرایا ہوا تھا، میں نے اس حالت کے متعلق اُس سے پوچھا تو اُس نے بتایا: ''میں فرنگیوں کے علاقے میں قید تھا، رات کے آخری حصہ میں، میں نے حضرت سیِّدُ نا اَحمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کو دیکھا، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اَچانک میرے سامنے تشریف لے آئے اور مجھے جھپٹ کر پکڑ لیا اور ہوا میں اُڑنے لگے اور مجھے یہاں لاکر چھوڑ دیا۔'' حضرت سیِّدُ نا اَحمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کے تیزی سے جھپٹنے کے سبب دو دن تک اس کا سر چکراتا رہا۔

(الطبقات الکبرٰی للامام الشعرانی ، الرقم ۲۸۷، الجزء الاول ، ص ۲۶۰)

اَولیاء کی توہین شیطانی کام ہے:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) ''یہ تمام واقعات موت کے بعد کرامات کے ثبوت پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں، اور فی نفسہٖ یہ بات حق ہے اس میں وہی شک کرے گا جس کا اِیمان ناقص ہو، اُس کی بصیرت ختم ہو چکی ہو، فضلِ

الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے دروازے سے دھتکار دیا گیا ہو، بندگانِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے تعصُّب رکھتا ہو، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنے ولیوں کی مخالفت کے گڑھے میں ڈال دیا ہو، اسے ذلیل وخوار کر دیا ہو، اور اس پر غضب فرمایا ہو۔ پس ایسے شخص پر اللہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کو مسلَّط کر دیتا ہے، وہ اس سے کھیلتا ہے اور اس کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیاروں کا بُغض ڈالتا ہے، اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں، ان کی کرامات اور ان کے مزارات کی توہین پر اُکساتا ہے، حالانکہ جس نے علمِ کلام اور علمِ توحید پڑھا اس کے لئے یہ بات اَظْھَر مِنَ الشَّمْس (یعنی سورج سے بھی زیادہ ظاہر) ہے کہ روحیں اپنے محل میں ہونے کے باوجود موت کے بعد بھی جسموں کے ساتھ ویسے ہی متصل رہتی ہیں جس طرح شعاعیں سورج میں ہونے کے باوجود زمین کے ساتھ متصل ہوتی ہیں، تو یقیناً مؤمنین کی قبروں کا اِحترام واجب ہے۔''

رُوحوں کا اپنے جسموں کی طرف لوٹنا:

حضرت سیِّدُنا اِمام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب ''بشری الکئیب بلقاء الحبیب'' میں بیان فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام ابوالسعادات عبداللہ بن اَسعد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے فرمایا: ''اَہلِ سنّت کا مذہب یہ ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے تو مرنے والوں کی روحیں بعض اَوقات ''عِلِّیِّیْن'' یا ''سِجِّیْن'' [1] سے قبروں میں ان کے جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں خصوصاً جمعۃ المبارک کی رات، اور وہ مل بیٹھ کر گفتگو بھی کرتی ہیں اور نیک روحوں کو اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا ہے جبکہ بدکار روحوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔'' مزید فرماتے

---

1 ...... ''عِلِّیِّیْن'' نیک روحوں کا ٹھکانہ ہے اور ''سِجِّیْن'' بدکار روحوں کا ٹھکانہ ہے۔ (علمیه)

ہیں: ''عِلِّیِّیْن'' یا ''سِجِّیْن'' میں اِنعام واِکرام یاعذاب دینے کاتعلق جسم کے ساتھ نہیں بلکہ روح کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ قبر میں اس کا تعلق جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (بشری الکئیب مع شرح الصدور، ذکر تزاور الموتی فی قبورھم، ص ۳۵۷۔ روض الریاحین، الحکایة الثامنة والستون بعد المئة، ص ۱۸۳)

''موت کے بعد بھی روحیں قبروں میں اپنے جسموں کے ساتھ مُتَّصِل رہتی ہیں۔'' اس بات پر وہ کلام دلالت کرتا ہے جو حضرت سیِّدُنا امام نَسَفِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب ''بَحرُ الکَلام'' کے باب ''عَذَابُ القَبر'' میں نقل فرمایا۔ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ قبر میں گوشت کو کیسے تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس میں تو روح ہی نہیں ہوتی؟ تو ہم کہیں گے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیَّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے یہی بات پوچھی گئی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''تمہارے دانتوں میں کیسے تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس میں بھی روح نہیں ہوتی؟'' پتا چلا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، ہم گنہگاروں کے طبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے واضح طور پر بتا دیا کہ ''جس طرح دانت میں روح نہ ہونے کے باوجود صرف گوشت کے ساتھ مُتَّصِل ہونے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح موت کے بعد جب روح گوشت کے ساتھ مُتَّصِل ہوتی ہے تو اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

(بحرالکلام، قولہ فی عذاب القبر)

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ موت کے بعد قبروں میں روحوں کا اپنے جسموں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اگرچہ ان کے جسم بوسیدہ اور مٹی ہو گئے ہوں، اسی وجہ سے شریعت نے ان کی قبروں کے اِحترام کا حکم دیا جیسا کہ پیچھے ہم نے ذکر کیا۔ پھر

مؤمنوں کے لئے ان کی قبروں کا اِحترام کرنا، تعظیم کرنا، زیارت کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا کیسے ناجائز ہوسکتا ہے؟ حالانکہ تمام مؤمنین جانتے ہیں کہ مٹی ہونے کے باوجود کامل روحوں کا تعلق طیِّب وطاہر جسموں کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ احادیثِ نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے ثابت ہے۔

ایک اَحمقانہ عقیدہ اور اس کا رَدّ:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) میرے نزدیک وہ شخص سراسر جاہل ہے جو بعض گمراہ فرقوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ''روحیں عارضی ہیں اور موت کے سبب وہ ایسے زائل ہوجاتی ہیں جیسے مردے سے حرکات وسکنات زائل ہوجاتی ہیں۔'' اور وہ گمراہ فرقے یہ سمجھتے ہیں کہ جب اَولیاءِ کرام رحمہم اللہ السلام اِنتقال کرجاتے ہیں تو وہ مٹی ہوجاتے ہیں اور زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر ان کی روحیں بھی ختم ہوجاتی ہے لہٰذا ان کی قبروں کی کوئی تعظیم نہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ ان کی توہین وتحقیر کرتے ہیں اور ان کی زیارت، ان سے برکت حاصل کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) ''ایک دن میں حضرت سیِّدُنا شیخ اَرسلان دِمشقی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مزارِ پُراَنوار کی زیارت کے لئے جارہا تھا تو میں نے خود اپنے کانوں سے ایک شخص کو یہ کہتے سنا: ''تم ان مٹی کے ڈھیروں پر کیوں جاتے ہو؟ یہ تو سراسر بے وقوفی ہے۔'' اس کی بات سن کر مجھے انتہائی تعجب ہوا، میں نے دل میں کہا: ''کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔''

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

تُوْبُوْا اِلَى اللّٰه ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰه

قبر جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا:

اَحادیثِ کریمہ میں آیا ہے کہ ''بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔'' (مرقاة المفاتيح ، كتاب الفتن ، باب العلامات بين يدى الساعة و ذكر الدجال،تحت الحديث ۵۴۷۲، ج۹، ص ۳۷۵۔المعجم الاوسط ، الحديث ۸۶۱۳، ج۶،ص ۲۳۲) اس سے مراد یہی ہے کہ ''مرنے والوں کی روحوں کو یا تو اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا ہے یا عذاب دیا جاتا ہے۔'' اور یہ اِنعام واِکرام یا عذاب کا سلسلہ اسی صورت میں ہے کہ روحیں اپنے ان اَجسام کے ساتھ مُتَّصِل ہوں جو دُنیا میں نہ رہے، اور وہ تمام مؤمن ہونے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَحکامات کی طاعت کرنے کے سبب یا تو پاکیزہ تھے یا پھر کافر ہونے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَحکامات کی نافرمانی کرنے کے سبب خبیث ہوگئے، تو اس وقت مؤمنین کی قبریں ویسے ہی معزَّز و محترم اور مستحقِ تعظیم و توقیر ہیں، جیسے وہ خود حیاتِ ظاہری میں معزَّز و مکرَّم تھے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ ''جو شخص کسی عالِم کو حقیر جانے یا اس سے بُغض رکھے تو اس کا خاتمہ کفر پر ہونے کا اندیشہ ہے۔''[1] (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہر ولی عالم ضرور ہوتا ہے لہٰذا اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام سے بُغض رکھنے والے کا خاتمہ بھی کفر پر ہونے کا خوف ہے۔)

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 186 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصّہ9، صَفحہ183 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر فرماتے ہیں: ''علمِ دین اور علماءِ دین کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دین ہے کفر ہے، یوں ہی عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اُونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطورِ استہزاء دریافت کریں پھر اسے تکیہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

زندہ اورمُردہ تعظیم میں برابر ہیں:

تعظیم وتوقیر کے اِعتبار سے زندوں اورمُردوں کے مابین کوئی فرق نہیں، کیونکہ زندہ اورمُردہ سب کے سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق ہیں اوران میں کوئی بھی کسی شے میں قطعاً مؤثرِ حقیقی نہیں، کیونکہ مؤثرِ حقیقی تو ہر حال میں صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہے،اورزندہ ومُردہ مؤثرِ حقیقی نہ ہونے میں یقیناً برابر ہیں، لیکن اِحترام سب کے حق میں واجب ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیاں وہ چیزیں ہیں جن کے سبب معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل ہوتی ہے جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ السلام اور نیک پرہیزگار لوگ چاہے وہ زندہ ہوں یا وفات پاچکے ہوں۔

اَولیاءکرام رحمہم اللہ السلام کی قُبور پر گُنبد بنانا:

اَولیاءکرام رحمہم اللہ السلام کی قبروں پرگنبد بنانا،اوران کے لئے اَعلیٰ قسم کی لکڑی کے تابوت بنانا تاکہ عوامُ النَّاس ان کو بے اَدبی کی نگاہ سے نہ دیکھیں یہ بھی ان کی

بقیہ......وغیرہ سے ماریں اورمذاق بنائیں یہ کفر ہے۔'' (الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۷۰) مزید فرماتے ہیں: ''یوں ہی شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے: میں شرع ورع نہیں جانتا یا عالمِ دین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا: میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک (یعنی پھینک) دیا۔'' (یہ بھی کفر ہے)

تعظیم ہی ہے۔ اگر چہ یہ بدعت ہے لیکن بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہے۔ جیسا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں: ''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے لئے بڑے بڑے عمامے کھلے کھلے کپڑے پہننا جائز ہے تاکہ عام لوگ ان کو حقیر نہ سمجھیں اور ان کی تعظیم کریں۔'' اگر چہ یہ ایسی بدعت ہے جس پر ہمارے اسلاف کا عمل نہ تھا۔

قبروں پر قُبَّہ بنانا مکروہ نہیں:

جامع الفتاویٰ میں قبر پر قُبَّہ (یعنی گُنبد وغیرہ) بنانے کے بارے میں ایک قول یہ ہے: ''مَیِّت مشائخ، علماء اور ساداتِ کرام رحمہم اللہ السلام کی ہو تو ان کی تعظیم کے لئے قُبَّہ بنانا مکروہ نہیں۔'' (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بَابُ صَلَاۃِ الْجِنَازَۃِ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۷۰)

قبر کے لئے پکّی اِینٹوں کا اِستعمال کیسا؟

''مُضْمَرات'' میں ہے: حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر محمد بن فَضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارے ہاں قبروں کے لئے پکّی اِینٹیں اور رَفْرَف لکڑی اِستعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاۃ، باب غسل المیت، ج۱، الجزء۲، ص۹۸)

حضرت سیِّدُنا اِمام **تُمرتَاشِی** علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''قبر کے لئے پکی اِینٹوں کے اِستعمال میں اِختلاف اس وقت ہے جبکہ مَیِّت کے اِردگرد لگائی جائیں، اور اگر قبر کے اُوپر ہوں تو جائز ہے کیونکہ اس طرح قبر کی درندوں سے حفاظت ہوتی ہے۔'' جیسا کہ کفن کو چوری سے بچانے کے لئے قبر کو کچی اِینٹوں کے ساتھ کوہان نما[1]

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحہ 846 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

بنانے کا رواج ہے اور عوام وخواص میں اسے بہت اَچھا سمجھا جاتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ ، بَابُ صَلَاۃِ الْجِنَازَۃِ ، مطلب فی دفن المیّت ، ج۳، ص۱۶۷تا ۱۷۰)

''**تنویرُ الابصار**'' میں ہے: ''قبر پر قُبَّہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی صحیح ہے۔'' (تنویرالابصارمع رد المحتار، کتاب الصلاۃ ، بَابُ صَلَاۃِ الْجِنَازَۃِ ، مطلب فی دفن المیّت ، ج۳ ، ص۱۶۹)

قبر پر لکھنے اور پتھر رکھنے کا حکم:

حضرت سیِّدُ نا **اِمَام زَیْلَعِی** علیہ رحمۃ اللہ الولی ''**شرح کنز الدقائق**'' میں فرماتے ہیں: ''قبر کے اُوپر بطورِ نشانی کچھ لکھنے یا پتھر رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عثمان بن مَظْعُوْن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بطورِ نشانی ایک پتھر رکھا تھا۔''

(تبیین الحقائق، کتاب الصلاۃ ، باب الجنائز، ج۱، ص۵۸۸)

مَزَارات پر چادر وغیرہ چڑھانے کا حکم:

فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام نے صالحین اور اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی قبروں پر چادریں چڑھانے، عمامے اور کپڑے وغیرہ رکھنے کو مکروہ کہا ہے، جیسا کہ

بقیہ...... حضرتِ علاّمہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر فرماتے ہیں: ''قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔'' (الفتاوی الھندیہ ، کتاب الصلاۃ ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس ،ج ۱، ص۱۶۶۔ ردالمحتار، کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ الجنائز ، مطلب فی دفن المیت ، ج۳ ، ص۱۶۸)

''فتاویٰ حجۃ'' میں ہے ''قبروں پر چادریں چڑھانا مکروہ ہے۔'' (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بَابُ صَلَاۃِ الْجِنَازَۃِ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص ۱۷۱)

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) **لیکن ہم کہتے ہیں:** ''اگر چادریں چڑھانے اور عمامے و کپڑے وغیرہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کی نظر میں ان کی عزّت و عظمت میں زیادتی ہو، تاکہ لوگ صاحبِ مزار سے نفرت نہ کریں، اور غافل زائرین کے دِلوں میں ان کا اَدب و اِحترام پیدا ہو، کیونکہ ان کے دل مزارات میں موجود اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام (کا مقام نہ جاننے کے سبب ان) کی بارگاہ میں حاضری دینے اور ان کا اَدب و اِحترام کرنے سے خالی ہوتے ہیں، جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے کہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی مقدس اَرواح ان کے مزارات کے پاس جلوہ اَفروز ہوتی ہیں۔ لہٰذا چادریں چڑھانا اور عمامے وغیرہ رکھنا بالکل جائز ہے، اور اس سے منع نہیں کرنا چاہئے[1]، کیونکہ اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے اسی کا بدلہ ہے جو اس نے نیت کی، اگرچہ یہ ایسی بدعت ہے جس پر ہمارے اَسلاف کا عمل نہ تھا۔'' لیکن یہ بات ویسے ہی جائز ہے جیسے فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام ''**کتاب الحج**'' میں فرماتے ہیں: ''حج کرنے والا طوافِ وَداع کے بعد اُلٹے پاؤں چلتا ہوا مسجد حرام سے نکلے کیونکہ یہ بیت اللہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ

---

1 ......**سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:** ''اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہُنوز (ابھی) پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو، خدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔'' (احکامِ شریعت، حصہ اول، ص ۸۹)

شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی تعظیم وتکریم ہے۔'' اور ''منہج السالک'' میں ہے: ''طوافِ وَداع کے بعدلوگوں کا اُلٹے پاؤں واپس لوٹنا نہ توسنّت ہےاورنہ ہی اس بارے میں کوئی واضح حدیث ہے۔اس کے باوجود بزرگانِ دین ایسا کیا کرتے تھے۔''

(الفتاوٰی تنقیح الحامدیة ، وَضْعُ السُّتُورِ......الخ ،ج ۲، ص ۳۵۷)

بیت اللہ شریف سے بڑھ کر تعظیم:

جب بیت اللہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی اس قدر تعظیم ہے جوایک بے جان پتھر ہے تو اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی کتنی تعظیم ہوگی جو بلاشبہ بیت اللہ شریف سے اَفضل ہیں، کیونکہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام تو خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے کے مکلَّف (یعنی پابند) ہیں اور بیت اللہ شریف مکلَّف (یعنی شرعی اَحکام کا پابند) نہیں کہ اس کی عبادت بغیر مکلَّف ہونے کے ہے۔اوراگراَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام اِنتقال کرجائیں تو میت بظاہر ایک بے جان چیز کی طرح ہوتی ہے لیکن سب کا اِحترام کرنا لازم ہے۔

نیز کعبۃ اللہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا پر غلاف چڑھانا بھی جائز ہے، فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام نے فرمایا: ''کعبۃ اللہ شریف پر ریشمی غلاف چڑھانا جائز ہے،اورصالحین واَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کے مزارات اگرچہ کعبۃ اللہ نہیں اورنہ ہی احکام میں کعبۃ اللہ شریف کی طرح ہیں (مثلاً مزاراتِ اَولیاء کا طواف نہیں کیا جاتا وغیرہ) مگر قابلِ اِحترام ضرور ہیں، کیونکہ ہمیں نماز میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کرنے،اس کا طواف اوراَدب واِحترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہم اس کے پابند ہیں ورنہ وہ محض پتھروں کا مجموعہ ہے۔''

بعینہ کعبۃ اللّٰہ شریف کو سجدہ کرنے والا کافر ہے:

جو شخص خاص کعبۃ اللّٰہ شریف کو سجدہ کرے وہ بتوں کی عبادت کرنے والا اور کافر ہے، اسی لئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ طواف حجرِ اَسود کو بوسہ دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو بذاتہٖ نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان، اگر میں نے رسول اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔'' (صحیح البخاری ، کتاب الحج ، باب ماذکر فی الحجر الاسود ، الحدیث ۱۵۹۷، ص۱۲۶)

علماء کرام رحمہم اللّٰہ السلام فرماتے ہیں اس کا سبب یہ تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں بیت اللّٰہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے اِردگرد بُت رکھے ہوئے تھے اور کفار ان کو سجدہ کیا کرتے تھے پس آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو یہ خدشہ ہوا کہ مجھے حجرِ اَسود کو بوسہ دیتے ہوئے کوئی اسے زمانۂ جاہلیت کی مشابہت ہی نہ سمجھ بیٹھے، اسی لئے آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے بوسہ دینے کے بعد اِرشاد فرمایا۔

مزارات، کعبۃ اللّٰہ نہیں:

(حضرت سیِّدُنا عبد الغنی نابُلُسی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی فرماتے ہیں:) میں نے عوام وخواص میں کسی سے نہیں سنا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ''صالحین کی قبریں کعبۃ اللّٰہ ہیں، ان کا طواف کرنا یا ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔'' حتّٰی کہ ہمیں اس بات سے کسی طرح کا خوف ہو اور عوامُ الناس سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ''قبلہ بس کعبہ شریف ہی ہے اور وہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں ہے اسی وجہ سے یہ

لوگ مزارات کی بہت زیادہ تعظیم اوران کا اِحترام کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَولیاء، اس کے پسندیدہ بندوں اور صوفیاء کرام کے مزارات ہیں۔'' عوام الناس کے بارے میں ہمیں یہی علم ہے،اور مؤمن، اہلِ اِیمان کے بارے میں اَچھا ہی گمان رکھتا ہے۔حضرت سیِّدُ نا اِمام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے **''جَامِعُ الصَّغِیر''** میں حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔چنانچہ،

حضور نبیُ پاک،صاحبِ لَو لاک،سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَۃِ یعنی حُسنِ ظن اچھی عبادت ہے۔''

(الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث ۳۷۲۲، ص۲۲٦)

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ الایہ (پ۲٦،الحجرات:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان:اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

عام مؤمنین کے حق میں واجب ہے کہ ان کے اَفعال کو اَچھائی پر محمول کیا جائے جیسا کہ حضور نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ان کے ساتھ معاملہ فرماتے تھے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کے بارے میں بتادیا تھا کہ ان میں سے بعض منافقین بھی ہیں جن کے باطن میں کفر واِنکار اور ظاہر میں ایمان ہے،اس کے باوجود آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سب کے ساتھ مؤمنوں والا معاملہ فرماتے، کیونکہ حکم ظاہر پر ہوتا ہے، اور دلوں کے حالات بذاتِ خود اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔چنانچہ،

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں، پس جب وہ یہ گواہی دے دیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیں گے، مگر وہ جن کا تعلق دماء اور اموال سے ہے (یعنی قصاص اور زکوٰۃ وغیرہ) اور ان کا حساب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ ہے۔'' (سنن النسائی، کتاب الجهاد ، باب وجوب الجهاد ، الحديث ٣٠٩٥ تا ٩٧، ص ٢٢٨٦)

ہر نیا کام ناجائز نہیں:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ جو نیا کام دیکھے فوراً اس کا اِنکار اس لئے کردے کہ یہ کام سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے میں تو نہیں تھا، جب تک کہ وہ اس کے اندر کوئی برائی نہ دیکھ لے یا یہ بات نہ دیکھ لے کہ اس کو کرنے والا غیر شرعی طریقہ پر کر رہا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو قیامت تک اس پر عمل کرتے رہیں گے ان کا ثواب بھی ملے گا۔''

(الجوهرة النيرة، كتاب الطهارة ، قوله سنن الطهارة ، ص ٥ ۔ مسند امام احمد بن حنبل، حديث جرير بن عبدالله، الحديث ١٩١٧٧، ج ٧، ص ٥٦ ۔ سنن ابن ماجه ، كتاب السنة ، باب من سن سنة......الخ ، الحديث ٢٠٣، ص ٢٤٨٩)

لٰہذا ہر وہ نیا کام جو اس اُمت میں اِیجاد ہوا اور وہ مقصودِ شرع کے خلاف بھی نہیں، حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے میں نہ ہونے

کے باوجود اس کو سنّت کہیں گے، پس وہ بدعتِ حسنہ جو مقصودِ شرع کے موافق ہو اس کو بھی سنّت کا نام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کو سنّت کہنا شارع عَلَیْہِ السَّلام کی زبانِ حق ترجمان پر جاری ہوا ہے۔

مدینۂ منورہ میں بطورِ تعظیم پیدل چلنا:

اور یہ بات بھی اس بات کی طرح ہے جسے فقہاء کرام نے زِیَارَۃُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بحث میں ذکر فرمایا کہ ''بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ادباً مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے قریب اُتر جاتے ہیں اور پیدل چل کر اس میں داخل ہوتے ہیں یہ فعل بہت اَچھا ہے کیونکہ ہر وہ کام جو اَدب و اِحترام میں داخل ہو وہ اَچھا ہی ہوتا ہے جیسا کہ میرے (یعنی سیدی عبدالغنی نابُلُسی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے) والدِ ماجد علیہ رحمۃ اللہ الواحد نے اپنے ''حَاشِیَہ شَرْحُ الدُّرَر، کِتَابُ الْحج'' میں بیان فرمایا۔

مزاراتِ اَولیاء پر چراغاں کرنے کا حکم(1):

اَولیاء وصالحین کرام رحمہم اللہ السلام کے مزارات کے پاس لالٹین اور مَوم بتّیاں وغیرہ روشن کرنے کو اسی پر قیاس کیا جائے گا، کیونکہ یہ بھی اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی

---

(1)...... مجدّدِ اَعظم، فقیہ بے بدل، اِمامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''البتہ! روشنی کا بے فائدہ اور فضول استعمال جیسا کہ بعض لوگ ختم قرآن والی رات یا بزرگوں کے عرسوں کے مواقع پر کرتے ہیں سیکڑوں چراغ عجیب وغریب وضع وترتیب کے ساتھ اُوپر نیچے اور باہم برابر طریقوں سے رکھتے ہیں محلِ نظر ہے اور اِسراف کے زمرے میں آتا ہے چنانچہ فقہائے کرام نے کتب فقہ مثلاً غمز العیون وغیرہ میں اِسراف (فضول خرچی) کی بنا پر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اِسراف صادق آئے گا وہاں پرہیز ضروری ہے۔ اللّٰہ تعالٰی پاک۔ برتر اور خوب جاننے والا ہے۔'' (فتاوی رضویه، ج۲۳، ص۲۵۹)

تعظیم و توقیر میں سے ہے، اور اس کا اَچھا ہی مقصد ہے خاص طور پر اگر فقراء ولی کی خدمت کرتے ہوں تو انہیں رات کے وقت قرآنِ پاک، تسبیح، تہجد وغیرہ عبادات کے لئے چراغ روشن کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

کیا مزارات کے پاس نماز اَدا کر سکتے ہیں:

فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام نے قبروں کے پاس نماز پڑھنے کو مکروہ فرمایا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ قبروں سے دور نماز کے لئے تیار شدہ جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھی جائے۔ میرے (یعنی سیدی عبدالغنی نابُلُسی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے) والدِ محترم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ''حَاشِیُه شَرْحُ الدُّرَر'' میں فرماتے ہیں: ''قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہے، اور اگر ایسی جگہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو جس میں کوئی قبر نہ ہو، نہ ہی نجاست ہو تو کوئی حرج نہیں۔'' جیسا کہ ''فتاویٰ خانیہ'' اور ''حاوی'' میں ہے: ''اگر قبریں نمازی کے پیچھے ہوں تو نماز مکروہ نہیں، اگر (قبریں سامنے ہوں اور) اتنے فاصلے پر ہوں کہ اگر یہ شخص نماز میں ہو اور کوئی سامنے سے گزرے تو اُس کا گزرنا مکروہ نہ ہو تو یہاں بھی نماز مکروہ نہیں۔''

(الفتاوی التاتارخانية، کتاب الصلاة ، ما یکره للمصلی ......الخ ،ج ١ ،ص ٥٧٠)

مزاراتِ اَولیاء کو چھونے [1] کا حکم:

قبروں پر ہاتھ رکھنے اور اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی پاکیزہ اَرواح والی جگہوں

---

[1] ......مجدّدِ اعظم، فقیہ بے بدل، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں: ''مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم اَز کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز با اَدب سلام عرض کرے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.'' پھر درودِ غوثیہ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

سے برکت حاصل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ''**جامع الفتاویٰ**'' میں ہے: ''قبروں پر ہاتھ رکھنا نہ تو سنّت ہے اور نہ ہی مستحب، مگر اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔'' (القنية ، كتاب السير، باب فيما يتعلق بالمقابر......الخ ، ص۲۲۷) کیونکہ اَعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، پس اگر اس کا مقصد اچھا ہے تو یہ فعل بھی اچھا ہے۔ بہر حال دلوں کے راز اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔

مزاراتِ اَولیاء پر چراغ جلانے کی نذر ماننا:

قبورِ اَولیاء پر بطورِ تعظیم و محبت زیتون کا تیل اور موم بتیاں وغیرہ روشن کرنے کی نذر ماننا جائز ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام **بیت المقدس** کے چراغ میں جلائے جانے والے ذمی کے وقف کئے ہوئے زیتون کے تیل کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''یہ بھی جائز ہے کیونکہ ہمارے اور ان کے نزدیک یہ عبادت ہے۔'' اور اِمام خَصَّاف کی ''**کتاب الاوقاف**'' میں وقفِ ذمی کی بحث میں ہے: ''اگر ذمی کہے کہ میری زمین وقف ہے جس کی پیداوار **بیت المقدس** کے چراغ کے تیل کے لئے خرچ ہوگی۔ یہ جائز ہے کیونکہ یہ بالاتفاق ہمارے اور ان کے نزدیک عبادت ہے۔''

بقیہ...... تین بار، الحمد شریف ایک، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اِخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰس اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قراءَت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔''

(فتاویٰ رضویہ (مخرَّجہ) ، ج۹ ، ص۵۲۲)

بیت المقدّس باعظمت مسجد ہے اس میں چراغ جلانا اس کی تعظیم والے کاموں میں سے ہے، اسی طرح نیک بندوں اوراولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کے مزارات کا معاملہ ہے (یعنی وہاں چراغ جلانا ان کی تعظیم ہے اور شرعاً جائز ہے)۔''

درہم ودینار کی نذر ماننا جائز ہے:

اسی طرح مزاراتِ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام پر درہم ودینار نذر کرنا کہ اُن کے مجاور فقراء پر صرف کئے جائیں، یہ بھی فی نفسہ جائز ہے کیونکہ اس معاملہ میں نذر، تحفہ دینے کی طرح ہے جیسا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام فقراء کو ہبہ (یعنی بلاعوض کسی چیز کا مالک) کرنے کے متعلق فرماتے ہیں: ''فقراء کے لئے یہ صدقہ ہے، اور دینے والا اسے واپس نہیں لے سکتا۔'' اور اَغنیاء کو صدقہ دینے کے متعلق فرماتے ہیں: ''اَغنیاء کے لئے یہ ہبہ ہے اور دینے والا واپس لے سکتا ہے۔'' **کیونکہ اعتبار مقاصدِ شرع کا ہوتا ہے نہ کہ اَلفاظ کا۔** نذر محض ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، اگر غیر اللہ کے لئے کی جائے۔ مثلاً کوئی شخص کہے: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے مریض کو شِفاء دے دے تو میں تجھے دس درہم دوں گا۔'' پھر کہے: ''میں نے فلاں کے لئے اتنے دراہم کی نذر مانی۔'' تو یہ اِس نذر ماننے والے کی طرف سے اُس کے ساتھ وعدہ ہوگا، اب اگر وہ شخص مال دار ہے تو یہ ہبہ ہے اور اگر فقیر ہے تو صدقہ ہے۔ اور کئی لوگ ہوتے ہیں جو ذمی کافروں (1) کو کہہ دیتے ہیں: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے

---

(1)......ذمی اس کافر کہتے ہیں جس کے جان ومال کی حفاظت کا بادشاہِ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۱، ص۵۰۱) اور دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفحہ 931 پر ہے ''ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں، انہیں صدقاتِ نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا جائز ہے۔''

مریض کوشِفاء دے تو میں تجھے سو درہم دوں گا۔'' تو ایسا کہنا گناہ نہیں کیونکہ یہ تو صدقہ ہے۔ اور فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام نے اپنی کتب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ ذمی فقراء پر (نفلی) صدقہ کرنا جائز ہے، البتہ! ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ولی کے اِنتقال کے بعد اسے یوں کہے: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے مریض کو شِفا دے تو میں آپ کی خدمت میں سو درہم پیش کروں گا تو کوئی عقل مند اسے حرام نہیں کہہ سکتا اور اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام تو دوسروں کے مقابلے میں اس بات کے زیادہ حق دار ہیں، اگرچہ وہ اِنتقال فرما چکے ہوں، کیونکہ نذر ماننے والا جانتا ہے کہ اس کے پیسے اس ولی کے خدام اور فقراء مجاوروں پر خرچ کئے جائیں گے، لہٰذا اس قائل کی طرف سے یہ چیز لینے والے کے اِعتبار سے وعدہ، تحفہ اور مباح قرار دی جائے گی کیونکہ مؤمن کا قول حتی الامکان صحیح صورت پر محمول کیا جائے گا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق دینے والا ہے۔

کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لئے دلیلِ قطعی درکار ہوتی ہے

بعض لوگ ان تمام باتوں پر بغیر کسی دلیلِ قطعی کے حرام ہونے کا فتوی لگا دیتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف اور شرم وحیا نہیں، کیونکہ کسی کام سے روکنے میں حرام کی وہی حیثیت ہے جو کسی کام کے کرنے میں فرض کی ہے اور ان دونوں کو ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی چاہیے، یا تو کتاب اللہ میں سے کوئی آیت ہو، یا خبر متواتر ہو، یا معتبر اِجماع ہو، یا وہ کسی مجتہد کا قیاس ہو، کسی مقلِّد کا قیاس نہ ہو کیونکہ ایسے مقلدین کے قیاس کا کوئی اعتبار نہیں جن میں کتب اُصولِ فقہ میں مذکور شرائط اجتہاد نہ پائی جاتی ہوں۔

تعظیم مزارات سے روکنے والوں کی خبیث توجیہ اور اس کا رد:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:) بعض فریبی لوگ کہتے ہیں: ''ہمیں تو صرف اس بات کا ڈر ہے کہ عوام الناس جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں سے عقیدت رکھیں گے، ان کی قبروں کی تعظیم کریں گے، ان سے برکت اور مدد چاہیں گے، تو کہیں وہ یہ عقیدہ نہ بنالیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرح یہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام بھی مُؤثِر بالذّات ہیں (یعنی عطائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بغیر ذاتی طور پر اثر کرتے ہیں) اور جب ان کا یہ عقیدہ ہوگا تو کافر و مشرک ہو جائیں گے، اس لئے ہم انہیں تعظیم و توقیر سے روکتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کے مزارات اور ان کے اُوپر بنی ہوئی عمارات گرا دیتے ہیں، ان پر چڑھائی گئی چادروں کو اُتار کر پھینکتے ہیں، اور اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کے ساتھ یہ بے اَدَبی ہم دل سے نہیں کرتے بلکہ صرف ظاہری طور پر کرتے ہیں تاکہ جاہل عوام کو پتا چل جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرح یہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام بھی اگر مؤثر بالذات ہوتے تو اپنے ساتھ ہونے والی اِس بے اَدَبی کو ضرور روکتے جو ہم ان کے ساتھ کر رہے ہیں۔''

منکرینِ تعظیمِ اَولیاء کا حکم:

مزید فرماتے ہیں: ''خبردار! ہوشیار! فریبی اور دھوکے باز لوگوں کی مذکورہ تمام بکواسات صریح کفر ہیں اور یہ فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہیں جس کو ہمارے پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک میں حکایت کرتے ہوئے بیان فرمایا:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْیَدْعُ رَبَّهٗۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرعون بولا مجھے چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے...

اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝۲۶ (پ ۲۴، المؤمن: ۲۶)

... رب کو پکارے، میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے یا زمین میں فساد چمکائے۔

اسی طرح ان دھوکے بازوں کا حال ہے جنہیں ابھی تک کامل یقین نہیں ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام سے محبت فرماتا ہے، اوران کی زندگی میں ہر وہ چیز جس کا یہ اِرادہ کرتے ہیں ان کے لئے ظاہر فرما دیتا ہے جبکہ وہ خلافِ شرع نہ ہواوران کی روحیں جس چیز کا اِرادہ کرتی ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے وہ تمام غیر معمولی چیزیں ان کے لئے پیدا ہو جاتی ہیں۔ گویا ان منکرین نے ابھی تک نہیں جانا کہ اِیمان حق ہے اور یہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک نجات دلانے والا ہے، کیونکہ ان لوگوں کے دل بُرے گمانوں، شکوک وشبہات، اوہام اور کجی یعنی ٹیڑھے پن سے بھرے ہوئے ہیں، یہ اَندھے اور بہرے ہو چکے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے کہ وہ حق اور باطل میں فرق ہی نہیں کر سکتے، اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور اگر بالفرض ان لوگوں کو عوام الناس کے کفر وشرک میں مبتلا ہونے کا واقعی خوف ہوتا تو یہ ضرور مسلمانوں کے لئے عقائد وتوحید کے اَحکام سکھاتے اور بغیر کسی جھگڑے کے ان کو براہین اور دلائلِ قطعیہ کی تعلیم دیتے اور ان کو عقائد سمجھنے اور فضائل میں غور وفکر کرنے پر اُبھارتے، اور اس معاملے میں ان پر بہت زیادہ شدت کرتے، کیونکہ عام لوگ جب اپنی ذات میں غور وفکر کر کے جان لیں گے کہ فاعلِ حقیقی ہر حال میں ایک ہی ہے اور کوئی شے مؤثرِ حقیقی نہیں تو ان کے دل اس عقیدہ سے پھر جائیں گے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی اور بھی مؤثرِ حقیقی ہے، اور وہ

جان لیں گے کہ ہر مخلوق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وسوسے اور شکوک وشبہات ایسے اَسباب ہیں جن کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے گمراہ فرماتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِیْطٌ ﴿۲۰﴾ (پ ۳۰، البروج: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ان کے پیچھے سے انھیں گھیرے ہوئے ہے۔

یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام حسی وعقلی اَشیاء کو محیط ہے، معنی یہ ہوئے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں اور نہ ہی کوئی شے ذاتِ باری تعالیٰ کے مشابہ ہے۔

اور اگر بالفرض ان کا مقصود وہی ہو جو بیان کیا گیا، پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں اور اس کے خاص بندوں کی اس طرح تذلیل ہرگز جائز نہیں کہ عام لوگوں کے سامنے ان کی قبروں کو منہدم کر دیا جائے اور ان کے مزارات کی بے ادبی کی جائے، اور ان کی تعظیم کی خاطر جو وہ چادریں چڑھاتے تھے انہیں اتار کر پھینک دیا جائے، اور یہ ساری بے حرمتی صرف اُس بات (عوام کے گمراہ ہونے کے ڈر) کی وجہ سے کی جائے جو سراسر وہم ہے۔ نیز عام مسلمانوں کے حق میں بدگمانی کیسے جائز ہو سکتی ہے حالانکہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے کبھی اس طرح نہیں کیا، کیونکہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کرنا یقیناً حرام ہے، جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔

پیرِ کامل کی اتباع شرعاً پسندیدہ ہے:

مرید کا مخصوص شیخ (پیر)[1] سے عقیدت ونسبت رکھنا اور اس کے مخصوص نقشِ

---

1 ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفحہ 278 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ ...... بقیہ اگلے صفحہ پر

قدم پر چلنا ایک خاص مقصد ہے کیونکہ ظاہری اَعمال میں جس طرح مقلد اگر مجتہد نہ ہوتو وہ کسی مخصوص مذہب پر چلنے کا محتاج ہوتا ہے مثلاً حنفی حضرت سیِّدُ نا اِمام اَعظم ابوحَنِیْفہ نُعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتا ہے اور شافعی حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد بن اِدْرِیس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتا ہے وغیرہ۔اسی طرح معرفتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل کرنے والا راہِ طریقت میں ایک مخصوص شیخ (یعنی پیر) کا محتاج ہوتا ہے، تاکہ اس شیخ سے محبت اور عقیدت کے سبب اسے برکتیں ملیں اور مشکلات میں اس کی مدد ہو۔اور جس طرح شیخ کی حیاتِ ظاہری میں اس کے خادمین، عقیدت رکھنے والے اور اس سے مدد مانگنے والے کو برکت پہنچتی ہے اسی طرح جب شیخ اِنتقال کے بعد قبر میں آرام فرما ہوتو بھی اس سے برکت پہنچتی ہے، کیونکہ مؤثرِ حقیقی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔اور جب مرید کو اِس بات کی معرفت حاصل ہوگئی کہ اس کا پیر چاہے زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، دونوں حالتوں میں وہ قطعاً مؤثرِ حقیقی نہیں تو اس کے لئے شیخ کی زندگی و اِنتقال کے بعد مدد طلب کرنے میں کوئی فرق نہیں۔تو جب کوئی مریدصادق اپنے پیر کے وسیلے سے، چاہے وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے صدق دل سے مدد طلب کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بالکل نامراد نہیں کرتا۔ کیونکہ مرشدِ کامل جب زندہ ہوتو اپنے مرید کو رب عَزَّوَجَلَّ سے ملانے میں اس کی

بقیہ.....حضرتِ علّامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر فرماتے ہیں: ''پیری کے لئے چار شرطیں ہیں، قبل اَز بیعت ان کا لحاظ فرض ہے: اوّل: سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔سوم: فاسِق مُعلِن نہ ہو۔ چہارم: اس کا سلسلہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم تک متّصل (یعنی پہنچتا) ہو'' (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۴۹۲۔۵۰۵۔۶۰۳)

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے آدابِ مُرشدِ کامل مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ فرمائیں۔

ذاتی طاقت کا کوئی دَخل نہیں، کیونکہ حقیقی طور پر ملانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور یہ پیر تو صرف سبب ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُمّت کے سب سے بڑے مرشدِ کامل یعنی حضور نبیِّ اَکرم، رسولِ محتشم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (۵۶)
(پ ۲۰، القصص: ۵۶)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو، ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے، اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔[1]

اور ایک مقام پر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرمایا: ''لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۲۸) ترجمہ کنزالایمان: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔''[2]

(یعنی مؤثرِ حقیقی صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اگرچہ حضور نبیِّ کریم رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سب سے بڑے سبب ہیں۔)

---

1 ...... مفسّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہاں محبت کے مقابل مشیّت اِرشاد ہوا۔ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا جس سے آپ محبت کریں۔ کیونکہ آپ تو رحمتِ عالَم ہیں۔ سب سے رحم کی بنا پر محبت کرتے۔ بلکہ ہدایت وہ پائے گا جو آپ سے سچی محبت کرے جیسے کہ ہر وہ شخص ہدایت نہیں پاتا جس سے ربّ محبت کرے کیونکہ وہ رَبوبیّت کی محبت ہر بندے سے کرتا ہے۔ بلکہ ہدایت وہ پائے گا جس کی ہدایت ربّ چاہے۔ اسی لئے یہ نہ فرمایا کہ ''یَهْدِیْ مَنْ یُّحِبُّ. اس سے معلوم ہوا کہ مقبول عبادت ہمارے مِلک نہیں بلکہ ربّ تعالٰی کی چیزیں ہیں لہٰذا وہ نہ دنیا میں ہیں اور نہ فانی ہیں بلکہ وہ ماعنداللہ میں داخل ہیں۔

(تفسیر نو العرفان، پ ۲۰، القصص تحت الایۃ:۵۶)

2 ...... اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اُحد کے ظالم کافروں کے لئے بددُعا کرنا یا ایک مُثلہ کے عوض تیس مقتول کفار کا مُثلہ کرنا یا بیرِ معونہ کے غدار کافروں کے...... بقیہ اگلے صفحہ پر

جب معمولی اَشیاء رہنما ہیں تو اَولیاء کرام کیوں نہیں؟

ہمارے پیشوا حضرت سیِّدُ ناشیخِ اَکبر، محی الدین اِبن عَربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''وہ تمام راہبر جن سے میں نے طریقت کی راہ میں نفع حاصل کیا، ان میں سے ایک وہ پرنالہ بھی ہے جو ''فَاس'' شہر کی دیوار میں لگا ہوا تھا، جس سے چھت کا پانی نیچے گرتا تھا، میں نے اس سے بھی راہنمائی حاصل کی۔ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ساری مخلوق وسائل اور اَسباب کی حیثیت رکھتی ہے، اوران کے سبب حاصل ہونے والا تمام نفع ونقصان اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہوتا ہے) حضرت سیِّدُ ناشیخِ اَکبر محی الدین ابن عربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے راہنماؤں میں سے ایسے بھی ہیں جن کا سایہ ان کی ذات سے بھی دراز تھا (یعنی سایہ کا لمبا ہونا کمال نہیں کیونکہ وہ تو صاحبِ سایہ کا عکس ہے، اسی طرح تمام مخلوق سے نفع ونقصان کا حاصل ہونے میں مخلوق کا کوئی کمال نہیں کیونکہ تمام نفع ونقصان اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہوتا ہے) اوراس طرح کی دیگر کئی مثالیں انہوں نے اپنی کتاب ''رُوحُ القُدُس'' میں بیان فرمائی ہیں۔

تو یہ تمام اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام جو اپنی قبروں میں تشریف فرما ہیں کیا یہ سب اس پرنالہ اور سایہ سے بھی اَعلیٰ نہیں؟ جن سے شیخِ اَکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی طلبِ صادق کی وجہ سے راہنمائی لیتے تھے۔ تو ایک عقلمند شخص کیسے کسی فوت شدہ ولی سے مدد چاہنے کا انکار کرسکتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی روحانیت

بقیہ...... لئے فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ کی شکل میں بددعا فرمانا وغیرہ، ان میں سے کوئی چیز بھی آپ کی شانِ رحیمی کے لائق نہیں، ان معاملات کو آپ ربّ تعالیٰ پر چھوڑ دیں، کہ ربّ تعالیٰ انہیں یا تو توبہ کی توفیق دے جس سے وہ مسلمان ہوکر آپ کے قدموں میں آگریں، اورآپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہوجائیں، یا پھر انہیں عذاب دے، کہ وہ ظالم تو ہیں ہی۔'' (تفسیرِ نعیمی، ج ٤، ص ١٦٩)

قبروں میں ان کے اَجسام کے ساتھ متصل ہیں، جیسا کہ پہلے اس کا بیان گزر چکا۔ اور کوئی مسلمان ان فوت شدہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام سے مدد چاہنے کو کیسے بعید جان سکتا ہے، جو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت سے غافل زندہ لوگوں سے افضل ہیں۔

اَولیاء کرام سے مدد کے منکرین کو تنبیہ:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) جو اَولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے کو ناجائز کہتا ہے جب خود اسے کوئی حاجت پیش آتی ہے اور اسے کسی ظالم، فاسق یا کافر کے پاس جانا پڑ جاتا ہے تو وہاں اس کے سامنے بڑی عاجزی واِنکساری کرتا ہے اور اس کی چاپلوسی بھی کرتا ہے، اور اسے اپنی حاجت پوری کرنے کو کہتا ہے، اس سے مدد مانگتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ''فلاں نے میری حاجت پوری کردی'' یا ''فلاں نے مجھے نفع دیا۔'' بلکہ جب وہ بھوکا ہو تو بھوک مٹانے اور پیاسا ہو تو پیاس بجھانے اور بے لباس ہو تو ستر چھپانے میں مدد لیتا ہے، اسی طرح طبیعت کے مطابق کئی قسم کی مدد طلب کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ کھانا، پینا اور لباس وغیرہ تمام اَشیاء بے جان ہیں۔ تو اگر اِس مدد طلب کرنے کی صراحت کرتے ہوئے یوں کہہ دے کہ ''میں جو کھانا پینا وغیرہ اَشیاء سے مدد حاصل کرتا ہوں یہ سب حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً ہے کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ حقیقی طور پر مدد کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔'' تو اس میں کوئی خطا نہیں، کوئی گناہ نہیں، کوئی عار نہیں۔

اور ایسے ہی مدد کا منکر غافل شخص خود کہتا ہے: ''فلاں دوا قبض ختم کرتی اور فلاں قبض لاتی ہے، فلاں معجون بہت مفید ہے۔'' تو اس طرح کہنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، اس وقت کوئی اِعتراض نہیں ہوتا، کوئی گناہ یاد نہیں آتا، ہاں! اگر کوئی مسئلہ یا اِعتراض یا گناہ ہے تو صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی سے مدد

طلب کرنے میں ہے جو ہر دوا اور ہر معجون سے اَفضل ہیں۔ ایسی باتیں وہی کرتا ہے جس کا نورِبصیرت زائل ہوچکا ہو اور جو راہِ راست دیکھنے سے اَندھا ہوچکا ہو۔

بعض باتیں ایسی ہیں جو مرید کو شیخ کی زندگی میں اس سے راہنمائی طلب کرنے یا اس کے اِنتقال کے بعد اس سے مدد طلب کرنے پر اُبھارتی ہیں، جن کو حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالوہّاب شَعْرَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے اپنی کتاب ''**اَلْعُھُوْدُ الْمُحَمَّدِیَّۃ**'' میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ،

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے مریدین سے فرمایا کرتے: ''جب بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو اس پر میری قسم اُٹھایا کرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم نہ اُٹھایا کرو'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل نہیں ہے، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی درخواست قبول نہیں فرمائے گا، ہاں! اگر انہیں بھی اس کی معرفت حاصل ہوجائے تو ضرور ان کی دُعا قبول فرمائے گا۔''

اسی طرح کا واقعہ حضرت سیِّدی محمد حَنَفی شَاذِلی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا بھی ہے کہ ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کا قافلہ مِصْر سے رَوضہ [1] کی طرف پانی پر چلتا ہوا جا رہا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا: ''یاحنفی، یاحنفی کہتے ہوئے میرے پیچھے پیچھے چلنا، اور ''یااللّٰہ'' نہ کہنا ورنہ ڈوب جاؤ گے۔'' ان میں سے ایک شخص نے حضرت کی بات نہ مانی اور ''یااللّٰہ'' کہا تو وہ ڈگمگا کر گرا اور داڑھی تک پانی میں ڈوب گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''بیٹے! ابھی تجھے

---

1 ...... یہ بڑے جزیروں کے سلسلے میں سے ایک جزیرہ ہے، جزیروں کا یہ سلسلہ قدیم قاہرہ کے قریب ہے۔ (اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، ج۱۰، ص۳۹۲، ملخصًا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل نہیں ہوئی کہ تو اس کے نام کے ساتھ پانی پر چل سکے، ٹھہر! تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت عطا کردوں پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تمام پردے اُٹھادیئے۔ (العهود المحمدية، قسم المأمورات، ص۲۳۶)

اَولیاءاللہ پر اِعتراض باعثِ ہلاکت ہے:

الغرض زندہ پیرِ کامل میسر ہو تو اس کا دامن تھام لینا ورنہ فوت شدہ سے وابستہ ہوجانا بہتر ہے اور حقیقت میں سب نے مرنا ہے جیسا کہ ہم نے پیچھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ذکر کیا: ''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۲۳،الزمر:۳۰) ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہیں اِنتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔'' بس ان تمام باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہدایت پاجاؤ گے اور اِعتراض مت کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کی بے اَدبی کی جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سخت غیرت فرماتا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک قرآن پاک ضرور فیصلہ کی بات ہے اور کوئی ہنسی کی بات نہیں، بے شک کافر اپنا سا داؤ چلتے ہیں اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں تو تم کافروں کو ڈھیل دو، انہیں کچھ تھوڑی مہلت دو۔

نام نہاد جعلی پیروں کا کوئی اِعتبار نہیں:

(حضرت مصنّف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) یہ جو آج کل کے نام نہاد پیشہ ور بھکاری ڈھول، بانسریاں اور جھنڈے وغیرہ اختیار کرتے ہیں اسی طرح آج کل کے نام نہاد پیروں نے جو غیر شرعی رسمیں اِیجاد کی ہوئی ہیں یہ تمام چیزیں جہالت، فضول اور باطل ہیں۔ مرشدِ کامل کو چاہیئے کہ وہ ہرگز ایسے کام نہ کرے اور نہ ہی ان کی تائید کرے۔ کیونکہ ان میں غیرِ خدا کے فریب میں مبتلا ہونے اور علمِ نافع کی

طلب اور حضور نبی کریم، رء ُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اَحادیث اور سنتوں میں کوشش سے منہ پھیرنے والا فساد پایا جاتا ہے، اگرچہ عرفاءِ کاملین سے یہ اَفعال صادر ہوں تو ہم اس پر اِنکار بھی نہیں کرتے (کیونکہ اَولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی لغزش پر گرفت کرنا خطا ہے) اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۠ (پ ۲۳، الزمر: ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

اجتماعِ ذکر و نعت اور با آوازِ بلند ذکر کرنا جائز و مستحب ہے:

عقائدِ صحیحہ، عبادات و معاملات میں سے جن کا جاننا ضروری ہے ان کے علم کے بعد، بغیر موسیقی، اَدب و خشوع کے ساتھ اجتماعِ ذکر و نعت منعقد کرنا بھی نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور جو تعصب و جہالت کی وجہ سے اس کا اِنکار کرے اس کے منہ لگنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالرء ُوف مُناوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''اَلْجَامِعُ الصَّغِیْر'' کی شرح میں نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شَافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اس فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کہ ''اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔'' (جامع الصغیر، الحدیث ۱۳۹۷، ص ۸۶) اور اس طرح کی دیگر اَحادیثِ مبارکہ سے یہ نتیجہ اَخذ کرتے ہیں: ''صوفیاء کرام رحمہم اللہ السلام جو مساجد میں ذکر کے حلقے منعقد کرتے ہیں، اور اُونچی آواز سے ذکر اللہ کرتے ہیں، اور بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو اپنے ''فتاویٰ حدیثیہ'' میں ذکر فرمایا۔

ذِکر سے متعلق اَحادیثِ مبارکہ میں تطبیق:

حضرت سیِّدُ نا اِمام عبدالرءُوف مُناوِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''بعض اَحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے جبکہ بعض آہستہ ذکر کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔'' ان میں تطبیق (یعنی موازنہ) یہ ہے کہ یہ مختلف حالتوں اور مختلف لوگوں کے اِعتبار سے ہے (بعض حالات میں بعض اَفراد کے لئے بلند آواز سے ذکراللہ بہتر ہے اور بعض کے لئے آہستہ آواز سے ذکراللہ بہتر ہے۔) جیسے حضرت سیِّدُ نا اِمام ابوزَکریّا یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ان اَحادیثِ مبارکہ میں تطبیق فرمائی جن میں سے بعض بلند آواز سے ذِکراللہ کے مستحب ہونے پر اور بعض آہستہ آواز سے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر، تحت الحدیث ۱۳۹۷، ج۲، ص۱۰۸)

اِجتماعِ ذِکرونعت میں چیخنے چلانے کا حکم:

(حضرت مصنِّف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) ''البتہ! اِجتماعِ ذِکرونعت میں چیخنے چلاّنے، تڑپنے اور اِظہارِ غم کرنے'' کے بارے میں ہم مطلقاً کچھ نہیں کہتے، ہاں! ہم اس کی وضاحت دو صورتوں میں کرتے ہیں:

(۱)......اگر اس کی یہ کیفیت حق ہے کہ اس کے دل پر وَارد ہونے والے معانیٔ اِلٰہیہ نے اس کو اس حالت پر مجبور کر دیا ہے اور وہ حالتِ وَجد میں بے ساختہ اس طرح کر رہا ہے تو ایسے شخص کا ہم اِنکار نہیں کریں گے، لیکن ایسا کرنے والے سے یہ ضرور کہیں گے کہ یہ کمال نہیں، کیونکہ کمال تڑپنے میں نہیں بلکہ سکون میں ہے، جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا شیخ اَرسَلان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ''عِلْمُ التَّوحِید'' کے موضوع پر لکھے

ہوئے اپنے رسالہ میں بیان کیا کہ ''جب تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل ہوجائے گی تو تجھے سکون مل جائے گا اور جب تک اسے نہ پہچانے گا مُضطَرِب رہے گا۔''

(۲)......اگر محض خواہشِ نفس نے اسے کھڑا ہونے، وَجد میں آنے اور جان بوجھ کر ایسی حرکات پر اُبھارا ہے اور اسے خوشی اور طرب میں مبتلا کیا ہے تو یہ سرکش شیطان ہے، اسے منع کرنا، دور کرنا اور حلقہ ذکر سے نکال دینا ضروری ہے تاکہ ذکر کرنے والے دیگر لوگوں کے ذوق میں خلل نہ آئے، ان کے دل منتشر نہ ہوں اور ان کا خشوع وخضوع اور اَدب زائل نہ ہو۔

حقیقی وبناوٹی وَجد میں فرق معلوم کرنے کا طریقہ:

اگر کوئی یہ کہے کہ ''یہ کیسے پتا چلے گا کہ فلاں شخص بے خودی کے عالم میں ایسا کر رہا ہے یا صرف بناوٹی طور پر ایسا کر رہا ہے؟'' تو ہم کہیں گے کہ ''جو شخص شراب پی لے وہ بدمست ہوجاتا ہے یا اس کے منہ سے شراب کی بو ضرور آتی ہے۔'' یعنی ہم ایسے شخص سے پوچھیں گے کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے تجھے چیخنے چلانے پر اُبھارا؟ اگر وہ کہے کہ مجھے ذِکرُاللہ کے دوران اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے وارد ہونے والے کسی معنی نے اس پر اُبھارا اور اس معنٰی کی تفصیل بیان کر دیتا ہے، تاکہ ہم پھل سے شاخوں پر اور پھول سے باغ پر اِستدلال کر سکیں تو ہم اس کی بات مان لیں گے اور اس کے بارے میں اَچھا گمان رکھیں گے کہ وہ صحیح تھا اور اس کی وہ کیفیت واقعی درست تھی۔

اور اگر ہم اس سے اس کی کیفیت کے بارے میں سوال کریں مگر وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکے کہ ''بس میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گم تھا، میں جو ذکر کر رہا تھا اس کی وجہ سے مجھے کسی چیز کا پتا نہیں تھا۔'' تو ایسا شخص فضل وکمال سے خالی اور

سرکش شیطان ہے۔اسے وہاں سے نکالنا اور تادیب کرنا ضروری ہے۔

اور عارِفین مثلاً حضرت سیِّدُنا شیخ شَرَف الدِّین ابن فارِض علیہ رحمۃ اللہ الخالق، حضرت سیِّدُنا شیخِ اکبر، محی الدین ابن عربی علیہ رحمۃ اللہ القوی، حضرت سیِّدُنا عَفِیف الدِّین تِلْمِسَانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، حضرت سیِّدُنا شیخ عبد الہادی السودی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اور ان کی مثل دیگر سادات صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ السلام کے اَشعار پڑھنا دلوں کو بارگاہ اِلٰہیہ کی طرف مائل کرتا ہے، اور حقائق کو سمجھنے والے شخص کے لئے ان اَشعار کا سننا اور پڑھنا جائز ہے اور جسے یہ اَشعار غافل کر دیں اور نفسانی خواہشات میں ڈال دیں، اسے ان اَشعار کا سننا ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں ان کا سننا بالکل فضول اور باطل ہے۔جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

لَقَدْ أَسْمَعْتَ لَوْ نَادَيْتَ حَيًّا ... وَ لٰكِنْ لَا حَيَاةَ لِمَنْ تُنَادِي

ترجمہ: اگر تو نے زندہ کو پکارا ہے تو تو نے اسے ضرور سنایا ہے اور لیکن جسے تو پکار رہا ہے وہ تو زندہ ہی نہیں۔

اور ہم پر لازم ہے کہ کائنات کے کسی شخص کے بارے میں بدگمانی نہ کریں البتہ! ایسے شخص کا اِعتبار نہیں کیا جائے گا جس کا کفر ظاہر ہو اور وہ اپنے فسق کے سبب بدنام ہو۔جب وہ اپنے بارے میں خود کوئی بات بتائے، یا ہمیں اس کی بیہودہ گفتگو کے بارے میں معلوم ہو جائے، اور ہم پر آشکار ہو جائے کہ اسے معرفت حاصل نہیں اور وہ اپنے رب پر یقین نہیں رکھتا ورنہ ہمارے نزدیک تمام اَچھائی پر محمول ہیں۔

اس قدر بیان ہم پر واجب تھا۔اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے آپ سے خیانت نہ کرے اور نہ ہی اپنے آپ کو مغالطہ میں ڈالے، اگر اپنے نفس میں

معرفت کی قوت پاتا ہے اور محافلِ ذکر وغیرہ میں حاضری دینے سے اسے فائدہ ہوتا ہے تو ضرور حاضر ہو ورنہ اس کے لئے علومِ نافعہ کو طلب کرنے میں مشغول ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔ جیسے شاعر نے کہا ہے:

إِذَا لَمْ تَسْتَطِعْ شَيْئًا فَدَعْهُ وَجَاوِزْهُ إِلَى مَا تَسْتَطِيعُ

ترجمہ: جس کام کو تو نہیں کر سکتا اسے چھوڑ دے، اور ایسا کام کر جو تو کر سکتا ہے۔

اور راہِ طریقت میں اپنے آپ کو مکمل طور پر منافقت سے بچائے یقیناً جانچنے والا ہی صاحبِ بصیرت ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی جیسی حالت بنانا جیسے مراقعہ،[1] اُونی چادریں اور ٹوپیاں پہننا ایسا کام ہے جس کے ذریعے اپنے سابقہ بزرگوں سے برکت حاصل کی جاتی ہے، لہٰذا نہ تو اس کام سے منع کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

اس (یعنی مصنِّف کے) زمانے میں اکثر لباس اسی طرح کے ہیں جیسا کہ فقہاء کرام اور محدثین کرام رحمہم اللہ السلام کے عمامے اور وہ عمامے جو لشکری فوجی پہنتے ہیں اور وہ لباس جو سب عوام وخواص پہنتے ہیں یہ تمام مباح یعنی جائز ہیں، اگرچہ ان میں سے بہت ہی کم عمامے سُنَّت کے مطابق ہوتے ہیں، مگر پھر بھی ہم اس کو بدعت نہیں کہیں گے، کیونکہ بدعت سے مراد دین میں ایسا نیا کام ہے جو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم، صحابۂ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان کے طریقہ کے خلاف ہو، اور مذکورہ

---

[1] ......مراقعہ صوفیاءِ کرام علیہم الرضوان کا ایک مخصوص لباس ہے جس میں پیوند لگے ہوتے ہیں اسے گدڑی بھی کہتے ہیں۔ (**علمیہ**)

انداز ولباس اورعمامے دین میں بدعت نہیں بلکہ عادت میں بدعت ہیں اور خلافِ سنت بھی نہیں۔ کیونکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ السلام کی تعریف کے مطابق سنت ہر وہ فعل ہے جو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بطورِ عبادت کیا ہو نہ کہ بطورِ عادت۔ اور حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم عمامہ شریف اور دیگر مخصوص لباس بطورِ عبادت زیبِ تن نہ فرماتے تھے[1]۔ اور کپڑے پہننے سے مقصود جسم ڈھانپنا اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچنا ہے، اسی لئے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اُون اور روئی وغیرہ کے عام اور بہترین کپڑے پہننا ثابت ہے لہٰذا لباس کی مخالفت سنت کی مخالفت نہیں اگرچہ ہر چیز میں اتِّباعِ نبوی افضل اور مستحب ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآب، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحَابَتِہٖ اَجْمَعِیْن، آمین. یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ زیادہ بہتر جانتا ہے اور سب نے اسی کی طرف لوٹنا ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے آل واصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر درود نازل فرمائے۔ (آمین)

تَمَّتْ بِالْخَیْر

---

1 ...... حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: ''جو کام حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے عادتِ کریمہ کے طور پر کیے وہ سنتِ زوائد ہیں جیسے بالوں میں کنگھی کرنا، کدو رغبت سے کھانا اور جو کام عبادۃً کیے وہ سُنَّتِ ہُدیٰ ہیں۔ سُنَّتِ ہُدیٰ کی دو قسمیں ہیں: مؤکدہ اور غیر مؤکدہ۔ جو کام حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہمیشہ کیے وہ مؤکدہ ہیں اور اگر ان کا حکم بھی دیا وہ واجب، اور جو کام کبھی کبھی کیے وہ غیر مؤکدہ ہیں۔ لہٰذا جماعت کی نماز اور مسجد میں حاضری، حق یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں۔''

(مرآۃ المناجیح، باب الجماعۃ وفضلھا، الفصل الثالث، ج۲، ص۱۷۵)

مآخذ و مراجع

کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاء القرآن
ترجمۂ قرآن کنزالایمان	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن
التفسیرالکبیر	امام فخر الدین ابوعبداللہ محمدبن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۶۰۶ھ	دار احیاء التراث ۱۴۲۰ھ
تفسیر روح البیان	امام اسماعیل حقی البروسوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۱۳۷ھ	کوئٹہ پاکستان
تفسیر ابن کثیر	الامام الحافظ عمادالدین ابن کثیر متوفّٰی ۷۷۴ھ	دارالکتب العلمیہ۱۴۱۹ھ
تفسیر مظہری (مترجم)	علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۲۲۵ھ	ضیاء القرآن ۱۳۲۳ھ
تفسیرخزائن العرفان	صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن
تفسیرنور العرفان	مولانامفتی احمد یارخان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی
تفسیرِ نعیمی	مولانامفتی احمد یارخان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۳۹۱ھ	مکتبہ اسلامیہ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۲۵۶ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۲۷۹ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن أبي داود	امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۳۰۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجه رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۲۷۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
المسندللامام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۴ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارا لکتب العلمیة ۱۴۲۰ھ
موسوعة لابن ابی الدنیا	الحافظ ابی بکرعبداللہ بن محمدبن عبیدابن ابی دنیارحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	دارالکتب العلمیه ۱۴۲۳ھ
حلیة الاولیاء	امام الحافظ ابو نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیه۱۴۱۸ھ
الجامع الصغیر	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیه ۱۴۲۵ھ
التمهید لابن عبدالبر	الامام ا بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیه ۱۴۱۹ھ
المستدرك	الامام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۴۰۵ھ	دارالمعرفة ۱۴۱۸ھ
شرح مسلم للنووی	امام یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیه۱۴۰۱ھ
فیض القدیرللمناوی	امام محمد عبد الرءُوف المناوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیه۱۴۲۲ھ
جامع کرامات اولیاء	علامه محمد یوسف بن اسماعیل نبهانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	مرکز اهل السنةبرکات رضا
مرقاة المفاتیح	علامه ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۴ھ
الطبقات الکبرٰی	امام ابوالمواهب عبدالوهاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۹۷۳ھ	دارالفکربیروت۱۴۱۹ھ
شرح الصدورمعبشری الکئیب بلقاء الحبیب	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	مرکز اهل السنةبرکات رضا۱۴۲۳ھ
طبقات الشافعیة الکبری	علامه تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۷۱ھ	المکتبة الشاملة
الرسالة القشیریة	امام ابو القاسم عبدالکریم هوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیه۱۴۱۸ھ

الحدیقة الندیة	امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۱۴۳ھ	نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۹۷۷ء
تاریخ دمشق	امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دارالفکربیروت۱۴۱۵ھ
البرھان	فقیہ عصر حضرت علامہ مولاناالحاج مفتی امین مدظلہ العالی	مکتب سلطانیہ۱۴۱۷ھ
شرح العقائد	سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۹۱ھ	ضیاء القرآن
ارشاد الساری	امام شہاب الدین احمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۹۲۳ھ	دارالفکربیروت۱۴۲۷ھ
کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ۱۴۱۹ھ
فتح الباری لابن رجب	امام زین الدین ابوالفرج عبد الرحمن ابن شہاب الدین حنبلی المعروف ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۷۹۵ھ	المکتبة الشاملة
حجة اللّٰہ علی العالمین	علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۵۰ھ	مرکز اھل سنت برکات رضا
روض الریاحین	ابوالسَعَادَات عبداللّٰہ بن اسعدیافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۷۶۸ھ	دارالکتب العلمیہ۱۴۲۱ھ
کشف الخفاء	امام اسمٰعیل بن محمد بن الھادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۱۶۲ھ	دارالکتب العلمیہ۱۴۲۲ھ
المبسوط للسرخسی	شیخ الاسلام ابوبکرمحمد بن احمدالسرخسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۹۰ھ	کوئٹہ پاکستان
بدائع الصنائع	امام علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۵۸۷ھ	داراحیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
الفتاوی الھندیہ	ملا نظام الدین متوفّٰی۱۱۶۱ھ وعلمائے ہند	دارالفکربیروت۱۴۱۱ھ
فتح القد یرشرح الھدایہ	علامہ کمال الدین بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۶۱ھ	باب المدینہ، کراچی
رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃبیروت ۱۴۲۰ھ
الجوھرة النیرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۰۰ھ	کوئٹہ پاکستان
الفتاوٰی تنقیح الحامدیة	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	پشاور پاکستان
تنویرالابصارمع رد المختار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللّٰہ رحمۃ اللہ علیہ تمرتاشی متوفّٰی۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃبیروت ۱۴۲۰ھ
تبیین الحقائق	امام فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۷۴۳ھ	دارالکتب العلمیہ۱۴۲۰ھ
الفتاوی التاتارخانیة	علامہ عالم بن العلاء الانصاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی
القنیہ	ابو رجاء مختار بن محمود الزاھدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۶۵۸ھ	مخطوطہ
اصول الشاشی	امام نظام الدین الشاشی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبة المدینہ
کتاب السنہ	علّامہ ابو القاسم ھبة اللّٰہ ابن الحسن بن منصور رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۴۱۸ھ	مکتبُ دارِ البصیرۃ مصر
العھودالمحمدیة	امام ابوالمواھب عبدالوھاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۹۷۳ھ	المکتبة الشاملہ
کوثرالخیرات	شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی مد ظلہ العالی	ضیاء القرآن ۲۰۰۲ء
اردودائرۂ معارف اسلامیہ	اردو دائرۂ معارف اسلامیہ	اردودائرۂ معارف اسلامیہ
(فتاویٰ رضویہ (مخرَّجہ)	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاونڈیشن
احکامِ شریعت	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	بک کارنرپرنٹرپبلشرزجھلم
بھارشریعت	صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۳۷۶ھ	مکتبة المدینہ
نزھة القاری	فقیہ اعظم ھند مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۴۲۱ھ	فرید بک سٹال ۱۴۲۱ھ
مرآة المناجیح	مولانامفتی احمد یارخان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن
آداب مرشد کامل	پیشکش: شعبہ اصلاحی کتب مجلس المدینة العلمیہ	مکتبة المدینہ

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 177 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 15 کتب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت﴾

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات 250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

3......فضائلِ دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهٗ ذَيْلُ الْمُدَّعَا لِأَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:326)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيْ) (کل صفحات:100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِ فِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات 47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلة الارشاد) (کل صفحات 31)

15......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم) (کل صفحات 226)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰى رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 570، 672، 713، 650، 483)

21...... اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة (کل صفحات:93)

22...... تَمْهِيْدُ الْإِيْمَان۔ (کل صفحات:77)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74)

24...... اَجْلَى الْإِعْلَام (کل صفحات:70)

25......اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60)

26...... اَلْإِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)

27......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِيْ (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰى رَدِّ الْمُحْتَار (المجلد السادس)

2......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلة الارشاد)

﴿شعبہ تراجمِ کتب﴾

1...... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلداول) (الزواجرعن اقتراف الکبائر) (کل صفحات:853)

2......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:743)

3......احیاء العلوم کا خلاصہ (لباب الاحیاء) (کل صفحات:641)

4......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

5......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

6...... الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)

7......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:138)

8......مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرُ فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات:112)

9......راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات :102)

10...... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدُ وَ قَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

11......حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)

12......بیٹے کو نصیحت (اَیُّهَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)

13...... شاہراہ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)

14......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات:88)

15......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظ وَالرَّقَائِق) (کل صفحات:649)

16......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)

17......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَر) (کل صفحات:98)

18......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

19......امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وصیتیں (وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم) (کل صفحات:46)

20......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَةُ الأَوْلِیَاءِ وَطَبَقَاتُ الأَصْفِیَاءِ) پہلی قسط: تذکرہ خلفائے راشدین (کل صفحات:217)

21......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَةُ الأَوْلِیَاءِ وَطَبَقَاتُ الأَصْفِیَاءِ) دوسری قسط: تذکرہ مہاجرین صحابہ کرام (کل صفحات:245)

22......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَةُ الأَوْلِیَاءِ وَطَبَقَاتُ الأَصْفِیَاءِ) تیسری قسط: تذکرہ مہاجرین صحابۂ کرام (کل صفحات:250)

23......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَةُ الأَوْلِیَاءِ وَطَبَقَاتُ الأَصْفِیَاءِ) چوتھی قسط: تذکرہ اصحاب صفہ (کل صفحات:239)

24......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:139)

عنقریب آنے والی کتب

1......کتاب العلم (باب کنز العمال) 2......ماذا فعل اللہ بک بعد الموت

﴿شعبہ درسی کتب﴾

1...... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسه(کل صفحات:325)

2......نصاب الصرف (کل صفحات:343)

3...... اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:299)

4......نحو میرمع حاشیه نحو منیر(کل صفحات:203)

5......دروس البلاغة مع شموس البراعة(کل صفحات:241)

6......گلدسته عقائد واعمال (کل صفحات : 180)

7...... مراح الارواح مع حاشیةضیاء الاصباح (کل صفحات:241)

8......نصاب التجوید (کل صفحات:79)

9......نزهة النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات:280)

10......صرف بهائی مع حاشیه صرف بنائی(کل صفحات :55)

11......عناية النحو فی شرح هداية النحو (کل صفحات:175)

12......تعریفاتِ نحویه (کل صفحات:45)

13......الفرح الکامل علی شرح مئة عامل(کل صفحات: 158)

14......شرح مئة عامل(کل صفحات:44)

15......الاربعین النووية فی الأحاديث النبوية (کل صفحات:155)

16...... المحادثة العربية(کل صفحات:101)

17......نصاب النحو(کل صفحات:288)

18......نصاب المنطق(کل صفحات:168)

19......مقدمةالشيخ مع التحفةالمرضية (کل صفحات:119)

20......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات144)

21......نورالایضاح مع حاشیةالنورو الضیاء (کل صفحات392)

22......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات95)

23......شرح العقائد مع حاشیةجمع الفرائد(کل صفحات384)

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیده برده مع شرح خرپوتی　　2......خاصیات ابواب　　3...... انوارالحدیث

﴿شعبہ تخریج﴾

1......بہارِشریعت،جلداوّل(حصہ اول تا ششم،کل صفحات 1360)　　2......جنتی زیور(کل صفحات:679)

3......عجائب القران مع غرائب القران(کل صفحات:422)　　4......بہارِشریعت(سولھواں حصہ،کل صفحات 312)

5......صحابہ کرام رضی الله عنهم کاعشق رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم(کل صفحات:274)

6......علم القرآن (کل صفحات: 244)
7......جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)
8......اسلامی زندگی (کل صفحات: 170)
9......تحقیقات (کل صفحات: 142)
10......اربعین حنفیہ (کل صفحات: 112)
11......آئینۂ قیامت (کل صفحات: 108)
12......اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78)
13......کتاب العقائد (کل صفحات: 64)
14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات: 59)
15...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56)
16...... حق وباطل کا فرق (کل صفحات: 50)
17 تا 23......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: 249)
25......سیرت مصطفٰی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم (کل صفحات: 875)
26......بہارشریعت حصہ ۷ (کل صفحات 133)
27......بہارشریعت حصہ ۸ (کل صفحات 206)
28......کراماتِ صحابہ (کل صفحات 346)
29...... سوانح کربلا (کل صفحات: 192)
30......بہارشریعت حصہ ۹ (کل صفحات 218)
31......بہارشریعت حصہ ۱۰ (کل صفحات: 169)
32......بہارشریعت حصہ ۱۱ (کل صفحات: 280)
33......بہارشریعت حصہ ۱۲ (کل صفحات: 222)
34......منتخب حدیثیں (246)
35......بہارشریعت حصہ ۱۳ (کل صفحات: 201)

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارشریعت حصہ ۱۳، ۱۴
2......معمولات الابرار
3......جواہر الحدیث

شعبہ اصلاحی کتب

1......ضیائے صدقات (کل صفحات: 408)
2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325)
3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات: 255)
4......انفرادی کوشش (کل صفحات: 200)
5...... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات: 196)
6......تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164)
8......خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات: 160)
9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: 152)
10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات: 124)
11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: 120)
12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106)
13...... مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96)
14......فرامین مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات: 87)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66)
16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63)
17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62)
18......بدگمانی (کل صفحات: 57)
19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)
20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات: 39)
21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33)
22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات: 32)
23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32)
24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30)
25......فیضانِ زکوۃ (کل صفحات: 150)
26......ریاکاری (کل صفحات: 170)
27......عشر کے احکام (کل صفحات: 48)
28......اعلی حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: 49)
29......نور کا کھلونا (کل صفحات: 32)

شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ

عنقریب آنے والے رسائل

شعبہ مدنی مذاکرہ

عنقریب آنے والے رسائل

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل و مسائل پر مشتمل اہم تحریر

اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَر

ترجمہ بنام

نیکی کی دعوت کے فضائل

مؤلف:

فَضِيلَةُ الشَّيخ

اَسْعَد مُحَمَّد سَعِيد صَاغِرجِي مُدَّظِلُّهُ العَالِي

پیش کش: مجلس المدينة العلمية (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجمِ کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اچھی تربیت کے لئے نصیحتوں کا مدنی گلدستہ

وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم

ترجمہ بنام

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں

امام الائمہ، سراج الاُمہ

امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْمُتَوَفّٰی ١٥٠ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے فضائل، اَقوال اور زُہد و تقویٰ کا بیان

(جلد ۱)

حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء

ترجمہ بنام

اللہ والوں کی باتیں

مُؤَلِّف

امام ابو نُعَیم احمد بن عبداللہ اَصفہانی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ٤٣٠ ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اخلاق وآداب سکھانے والی ایک مختصر وجامع تحریر

اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن

ترجمہ بنام

آدابِ دین

مُصَنِّف

حُجَّۃُ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ٥٠٥ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

محشر کی سخت گرمی میں عرش الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا سایہ پانے والے خوش نصیبوں کا بیان

تَمۡهِيۡدُ الۡفَرۡشِ فِى الۡخِصَالِ الۡمُوۡجِبَةِ لِظِلِّ الۡعَرۡشِ

ترجمہ بنام

سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟

مُصنِّف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

المتوفیٰ ٩١١ھ

پیش کش: **مجلس المدینة العلمیه**

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نفس کی اِصلاح اور فکرِ آخرت کا جذبہ بڑھانے والی جامع تحریر

ترجمہ بنام

بیٹے کو نصیحت

مؤلف:

حُجَّةُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا اِمام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِی

مُتَرجِمِین: مدنی عُلما (شعبہ تراجمِ کتب)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

حُسنِ اَخلاق کے فضائل پر مشتمل 200 مستند اَحادیث کا مجموعہ

مَکَارِمُ الْاَخلاق

ترجمہ بنام

حسن اَخلاق

مؤلِّف:

حضرت سیّدُ نا اِمام ابوقاسم سلیمان بن احمد طبرانی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی
(اَلْمُتَوَفّٰی ٣٦٠ھـ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نیکیوں کی جزاؤں اور گناہوں کی سزاؤں سے متعلق آیات، احادیث اور حکایات کا مدنی گلدستہ

قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن

ترجمہ بنام

نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں

مؤلِّف:

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

(متوفّٰی ٣٧٥ھ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

حصولِ تقویٰ اور طلبِ آخرت کا جذبہ بڑھانے والی ایک تحریر

رِسَالَةُ المُذَاكَرَة

مع الاخوانِ المُحبّین من اهل الخیر والدّین

ترجمہ بنام

اَچھے بُرے عمل

مؤلِّف:

شَیخُ الاِسلام اِمام عبداللّٰہ بن عَلَوی حدّاد حضرمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

(اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۳۲ھ)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

مُتَرجِمِین: مدنی عُلما (شعبۂ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی